آسیہ رئیس خان

عشق وہ گر

کچھ عرصے سے یہ اتفاق تھا عادت یا سہولت کہ وہ ہمیشہ اپنی گاڑی لان یا گیراج کے بجائے دائیں طرف کے گلی نما حصے میں کھڑی کرتا تھا، بالکل ویسے ہی جیسے دس میں سے نو دفعہ وہ بھی اتفاق، عادت یا سہولت کی بنا پر اس وقت دائیں دیوار کی دوسری طرف باورچی خانے میں موجود ہوتی۔

وہ عام طور پر دیر رات گھر آتا تھا، سب کے ساتھ کھانے پر موجود بھی نہیں ہوتا تھا لیکن کچھ عرصے سے وہ اکثر شام میں چھ سے سات کے درمیان گھر آجاتا تھا، جیسے ابھی۔ آج تک کسی نے اس کے اس عجیب اور غیر معمولی معمول پر استفسار نہیں کیا تھا۔

گاڑی کا انجن خاموش ہوا اور ادھر ساریہ کے اندر نو آباد شہر کی ساری بتیاں جل اٹھیں۔ بچپن سے اسی گھر میں سب کے ساتھ رہتے اب تبدیلی کچھ یوں تھی کہ اس کی ساری حسیات بس اک مکین، اک فرد کی موجودگی اور غیر موجودگی کے لیے مختص ہو کے رہ گئی تھیں اور باقی سارے افرادِ خانہ اچانک ثانوی ہو گئے تھے۔

”تم بھی باہر چلو اب۔“ شازیہ نے آخری جائزہ لینے کے بعد ڈشے کا ڈھکن گرینائٹ کی پتیلی پر رکھا اور چولہا بند کیا۔

”آج موسم بھی سہانا ہو رہا ہے۔“ وہ اسے اطلاع دیتے ہوئے مسکرائی جو باہری موسم سے لاپروا اپنے اندر کے موسم میں کھوئی تھی۔

”ہمم۔“ اس نے بس ہنکارا ابھرا۔

وہ والدین کے بعد دادا کے گھر اپنی بڑی بہن کا سایا بنی رہتی تھی۔ شازیہ کے کرتے اور دوپٹے کا دامن پکڑے اس کے پیچھے ساری گھر میں گھومتی رہتی۔

پھر وقت بدلا اور وہ دونوں خالہ جان کے گھر آگئیں۔ یہاں ماحول مختلف تھا۔ سب کی توجہ اور پیار نے اس کی دوپٹا اور دامن پکڑنے والی عادت چھڑا دی تھی لیکن جب وہ اسکول جانے لگی تو کتنے دن اس کی آپا کو اس کے ساتھ اس کی جماعت میں بیٹھنا پڑا۔

عمر اور وقت کے ساتھ اسے یقین آگیا تھا کہ یہاں کے لوگ دادا کے گھر جیسے نہیں ہیں بلکہ آپا کے علاوہ بھی یہاں موجود سب لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، جنہیں اس کی آپا جیسی ہی فکر ہے تاہم شازیہ کے ساتھ رہنے کا موقع وہ گنوانی نہیں تھی۔ جیسے ہر شام وہ سب کو لان میں چھوڑ کے شازیہ کا ہاتھ بٹانے یہاں موجود ہوتی تھی۔ یہ اور بات کہ اب یہ معمول کسی اور وجہ سے اہم تھا۔

شازیہ مشتری بوا کو چاول، روٹی، سلاد وغیرہ کے متعلق ہدایت دے کر آگے بڑھ گئی۔ پکانا اس کا شوق تھا اور اسی شوق کے مدنظر خالہ جان نے شازیہ کو یہ رعایت دے رکھی تھی کہ وہ رات کے کھانے میں اپنی مرضی سے کچھ بناتی تھی۔ ورنہ ان کے نزدیک ملازموں کی فوج کے ہوتے ہوئے گھر کے افراد کا باورچی خانے میں جانا رئیسوں کی شان کے خلاف تھا۔

شازیہ کے پیچھے ست قدموں سے چلتی ہوئی وہ خوامخواہ فریج کھول کر کھڑی ہوگئی۔ ذہن صائب کے اٹھتے قدم گن رہا تھا۔ وہ لان سے ہوتے ہوئے، پورچ میں اور پھر اس راہداری میں داخل ہوگا جو باورچی خانے اور ڈرائنگ روم میں جانے کا مشترکہ رستہ تھی۔ وہ اس کے وہاں سے گزر جانے کا

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

مکمل ناول

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

انتظار کر رہی تھی۔
"ساریہ بی بی!" پیچھے سے مشتری بوا نے پکارا۔
"کیا لینا ہے لیں، مجھے سلاد کا سامان نکالنا ہے۔" وہ یونہی دروازہ کھولے کھڑی تھی۔
"سوری۔" پانی کی بوتل لے کر وہ پیچھے ہٹی۔ مشتری بوا نے کھلا دروازہ تھام لیا۔
"آپ لیٹیوز اور آلیو بھی نکال لیں۔" گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے اس سے دوسری غلطی ہوگئی۔
"آپ کا کھانے کا جی ہے؟" وہ سبزی والے حصے میں جھکی تھیں اور ساریہ نے ہونٹ بھینچ کر خود کو سرزنش کی۔
"جی۔" اس نے ترنت کہا مبادا وہ آگے کہہ نہ دیں کہ وہ تو صرف صائب میاں کو پسند ہے۔
وہ اس قدر گڑبڑائی کہ گلاس کا پانی غٹاغٹ حلق سے اتارنے کے بعد تیزی سے باہر نکل گئی۔ اسے لگ رہا تھا، مشتری بوا نے اس کی صورت دیکھی تو سب جان جائیں گی۔
وہ باورچی خانے سے متصل ڈائننگ روم سے نکل کر راہداری میں آئی جو لمبائی چوڑائی میں کمرے سے کم نہ تھی لیکن کام راہداری کا دیتی تھی تو نام بھی وہی تھا۔ سامنے سے آرہے صائب نے اسے دیکھ لیا۔ اس کے قدم خود بخود سست ہوگئے۔
"السلام علیکم۔" قریب پہنچ کر صائب نے کہا۔ اس کا حلیہ بتا رہا تھا، وہ سیدھا دفتر سے آیا ہے۔
"مس۔ سوری۔ السلام علیکم۔"
"وعلیکم السلام۔" صائب اس کی بوکھلاہٹ پر دلچسپی سے مسکرایا۔ وہ اس کے خوب رو چہرے سے نظر ہٹا چکی تھی۔
"اب تو ایگزامز بھی نہیں ہیں پھر کس بات کی ٹینشن سوار ہے؟" وہ رک کر بات شروع کر چکا تھا۔ اس سے قبل اپنی غائب دماغی اور ہڑبڑاہٹ پر اس نے امتحانوں کی فکر کا پردہ ڈالا تھا۔
"شاید رزلٹ کی ہوگی۔" صائب نے خود ہی جواب دے دیا۔
"وہی۔" اس نے جھٹ کہا۔
"رزلٹ کی ٹینشن ہے۔" وہ بالوں کی لٹ کان کے پیچھے چھپاتے ہوئے جبراً رزلٹ کی فکرمندی کا اظہار کرتے سنجیدہ ہوگئی۔ صائب نے اس اداکاری پر ہنسی روکی۔
"سب باہر ہیں، تم ادھر کہاں جا رہی تھیں؟" اس نے ہاتھ سے اندر کی سمت اشارہ کیا۔
"ایسے ہی۔ باہر۔ باہر ہی جا رہی تھی میں بھی۔" وہ سنجیدہ اداکاری بھول کر پھر گڑبڑائی اور صائب جس انداز میں مسکرایا وہ باہر کی سمت دوڑ گئی۔
صائب ہنستا ہوا ماما کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔
باہر زرعہ پھر کہیں سے بلی کا زخمی بچہ اٹھا لائی تھی۔ اس کے ساتھ سب نے مل کر ابتدائی مرہم پٹی کر دی تھی۔
"مجھے لگتا ہے، اسے 'پیٹ کلینک' لے جانا ہوگا۔" وہ 'گھریلو نسخوں' کی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھی۔
"دیکھو ساریہ! تم بھی۔" اسے دیکھتے ہی اس نے کہا۔
"یہ تو بہت چھوٹا ہے اور کنڈیشن بھی خراب لگ رہی ہے۔" اس نے جھک کے ان سب کے نرغے میں چھپے بچے کو دیکھا۔
"جانوروں کا مدافعتی سسٹم ہم انسانوں سے مختلف ہوتا ہے، سڑکوں پر پلنے اور زخمی ہونے والے وہیں ٹھیک ہوتے ہیں۔" علیزہ کو زرعہ کی جانوروں سے اس درجہ محبت کبھی اچھی نہیں لگی تھی۔
"آؤ ساریہ!" زرعہ نے زخمی بچے کو نرمی سے گود میں لیا۔ "اس کو میڈیسن دیتے ہیں اگر ٹھیک نہیں ہوا تو کل صائب یا شارب بھائی کے ساتھ ویٹ کے پاس لے جائیں گے۔" ساریہ اس کے پیچھے ہولی۔
اس گھر کے دائمی مکین اب تک تین بلیاں اور دو بلے تھے۔ ان کے علاوہ جہاں کہیں کوئی زخمی کتا، بلی یا پرندہ ملتا، زرعہ اسے گھر لے آتی دیکھ بھال کرتی، طبی

Urdu Novels Collection
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

امداد پہنچاتی اور جب وہ صحت مند ہوتے تو "پیٹ سلون" کا چکر لگانے کے بعد ان کا فوٹو سیشن ہوتا اور یہ تصاویر سوشل میڈیا کے مختلف گروپس یا کمیونٹیز میں اپ لوڈ کردی جاتیں جہاں پالتو جانوروں کو "اڈاپٹ" کرنے کے خواہش مند افراد موجود ہوتے۔

اس طرح کوئی جلد، کوئی کچھ انتظار کے بعد اور کوئی لمبے انتظار کے بعد اپنے نئے گھر چلا جاتا۔ وہ اس معاملے میں اس قدر شہرت حاصل کر چکی تھی کہ رشتے دار اور جاننے والوں کو کہیں زخمی جانور دکھائی دیتا تو وہ فوراً اسے فون کھڑکاتے اور زرعہ اپنے "ریسکیو اسکواڈ" کے ساتھ اس مقام پر پہنچ جاتی۔ اس اسکواڈ میں وہ اور ساریہ ہی شامل تھیں۔

لان کا ایک حصہ ان بلیوں کے لیے مخصوص تھا۔ جہاں ان کے گھر اور "پلے ایریا" تھا جس میں کئی کیسل، اسکریچر اسے لے کر ان کی تفریح کا ہر چھوٹا بڑا سامان موجود تھا۔

☆☆☆

اس کے نانا سید نفیس الحسن اپنے شہر اور آس پاس کئی علاقوں کی سب سے نامور اور معزز شخصیت تھے۔ اعلا رتبے اور حیثیت میں دور دور تک ان کے خاندان جیسا کوئی اور نہ تھا۔ اس اعزاز کی وجہ ان کے دادا، پر دادا کے دور سے بھی پہلے سے قائم کردہ بندوں کی وہ روایت تھی جس میں نسلی اور خاندانی برتری سے اوپر کچھ نہ تھا۔

والدین، دو بھائی اور دو بہنوں پر مشتمل کنبے میں طوفان اس وقت آیا جب سب سے چھوٹی بیٹی ثریا کو کالج کے ساتھی سے محبت ہوگئی۔ اس کے والدین رشتہ لے کر آئے جو کسی بھی لحاظ سے ان کے ہم پلہ نہ ہونے پر رد کر دیا گیا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ان کا ادنیٰ خاندانی پس منظر تھا۔ ثریا کی طوفانی محبت، ضد اور حوصلہ سب آسمانوں کو چھونے والا تھا۔ اس نے سب کی مخالفت کے باوجود رفیع اصغر سے شادی کر لی۔ سسرال والوں کو وہ پہلے ہی قبول تھی کچھ وقت بعد والدین نے بھی معاف کر دیا لیکن دونوں بھائی اور بڑی بہن نے انہیں معاف کیا تھا نہ رفیع اصغر کو قبول کیا تھا۔ کچھ وقت بعد یکے بعد دیگرے، والدین کی وفات ہوگئی اور اس کے چند سال بعد ایک سڑک حادثے میں ثریا بھی شوہر کے ساتھ دنیا سے کوچ کر گئیں۔ اس وقت شازیہ یعنی اس کی آپا سات سال کی تھی اور وہ پانچ سال کی۔

بہن کی جواں سال اور ناگہانی موت پر ناراضی کے باوجود بھائی بہن بھی سوگوار تھے۔ دونوں بھائی بیرون ممالک منتقل ہو چکے تھے۔ بس سطوت جہاں یعنی خالہ جان یہیں تھیں۔

والدین کی موت کے بعد ان کی زندگی ویسی ہی تھی جیسی ایک سفید پوش مشترکہ خاندان میں ہو سکتی تھی۔ ان یتیم و یسیر بچیوں کے ساتھ رہنے والے مالی طور پر ہی نہیں اخلاقی اور معاشرتی طور پر بھی تنگ دست تھے۔

پھر ایک دن اچانک ان کی امیر کبیر خالہ جان انہیں اپنے ساتھ گھر لے آئیں۔ دادا، دادی نے اپنے بیٹے کی آخری نشانی والا راگ الاپا لیکن خالہ جان کی رعونت نہ سننے کی عادی نہیں تھی۔

وہ اپنے گھر کی سربراہ تھیں۔ شوہر فوت ہو چکے تھے۔ ان کی ایک نند اپنے شوہر کے ساتھ بیرون ملک ہوتی تھیں۔ اسکول کے بعد بچیوں کو بے باک اور آزاد ماحول سے دور رکھنے کے لیے انہوں نے آگے کی تعلیم کے لیے بھابی جان کی نگرانی میں بھیج دیا تھا۔ علیزہ، جویریہ اور زرعہ ان ہی کے ساتھ رہتی تھیں۔ دوسری نند اسی شہر میں تھی۔

ان دونوں کی امید کے برخلاف اس گھر میں انہیں پیار اور توجہ ملی۔ خالہ جان نے نند کی بیٹیوں اور ان میں فرق نہیں کیا۔ انھیں اپنی چہیتی بہن کو اکیلے چھوڑ دینے کا احساس اس کے جانے کے بعد ہوا تھا۔ اب وہ اس کی بیٹیوں میں اپنی بہن کو دیکھتی تھیں۔ خالہ جان کے دو بیٹے تھے۔ شارب بھائی کی شادی خالہ جان نے اپنے کزن کی بیٹی سے کی تھی۔ ان سے چھوٹا صائب تھا۔ خاندانی اثاثوں کے علاوہ دونوں بیٹوں کا کاروبار بھی پھیلا تھا۔ وہ "ہاسپٹیلیٹی

Scanned with CamScanner

بزنس میں کامیاب اور بڑا نام تھے۔
اپنی تمام اچھائیوں اور خوبیوں کے ساتھ خالہ جان کو اپنے والدین کی طرح اپنے خاندانی ہونے کا فخر سب سے زیادہ عزیز تھا۔ ان کی زندگی میں اس احساس کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ ان دونوں کو اس گھر سے دور کرنے کی وجہ بھی یہ ہی تھی۔
وہ جب بھی شازیہ اور ساریہ کو دیکھتیں اپنے فیصلے پر ان کا اطمینان بار بار بڑھ جاتا۔ ان کی پر اعتماد، با اخلاق اور سلیقہ مند شخصیتیں نہ ہوتیں اگر وہ انھیں اپنے ساتھ نہ لے آتیں۔ وہ دونوں ویسی ہی تھیں جیسی سید نعیس الحسن کی نواسیوں کو ہونا چاہیے تھا۔
☆☆☆
اسے ٹھیک سے یاد نہیں تھا کہ کب صائب اس کے لیے کزن سے بڑھ کر بہت خاص ہوا۔ سب سے پہلے سارے گھر والوں کے درمیان کئی بار اسے چپکے چپکے دیکھنے پر وہ خود ہی ٹھٹکی لیکن اسے یہ برا نہیں لگا تھا۔ پھر وہ گھر میں اس کی موجودگی میں زیادہ ہی 'الرٹ' رہنے لگی، ایسی جگہوں اور کام کا انتخاب کرتی کہ جہاں اسے صائب کے نظر آنے کے امکانات ہوں۔ اس کے مخاطب کرنے پر جہاں دل بلیوں اچھلنے لگتا وہاں آنکھیں اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے انکاری ہو جاتیں۔
گھنٹوں وہ اس کی بات یا عادت کو سوچتی دور نکل جاتی اور جب احساس ہوتا تو چند لمحے حیران ہونے کے بعد دوبارہ اس کی کسی اور بات کو سوچنے لگ جاتی۔ اکثر تو اس سے ہوئی اپنی عام سی گفتگو اور روزمرہ کا سامنا ہی ذہن میں دہراتی رہتی اور اب اسے لگنے لگا تھا کہ اس کی یہ ساری حرکتیں اور تبدیلیاں صائب نے بھی محسوس کر لی ہیں۔ اب دھڑکا لگا رہتا کہ کسی دن وہ روک کر پوچھ ہی نہ لے۔
''کیا مسئلہ ہے تمھیں؟''
اس خیال سے کبھی دل سہم جاتا اور کبھی منمناتے ہوئے 'ہاں تو پوچھ لیں!' کہہ کر نڈر بننے کی سعی کرتا۔
☆☆☆
اس کا بی اے فائنل کا نتیجہ آیا تھا اور وہ پاس ہو گئی تھی۔ سب کی مبارک باد کے جواب میں اس نے پوچھنے سے پہلے ہی واضح کر دیا کہ اسے مزید ڈگریاں حاصل کرنے میں رتی بھر دلچسپی ہے نہ کریئر بنانے میں لہٰذا اس کی تعلیم کا سفر یہاں اختتام پذیر ہوتا ہے۔
سب سے واجبی ڈگری گھر میں اسی کی تھی۔ شازیہ نے آرگینک کیمسٹری میں ایم ایس سی کیا تھا اور وہ ایک نجی کالج میں بطور پارٹ ٹائم لیکچرر پڑھا رہی تھی۔ زرعہ ڈیٹا سائنس انجینئرنگ کے آخری سال میں تھی، علیزہ ایم بی اے کے بعد شارب کے ساتھ دفتر جانے لگی تھی۔ جویریہ ریاضی میں بی ایس سی کر رہی تھی۔
اس شام وہ انتظار کرتی رہی لیکن باورچی خانے سے نکلنے تک صائب کی گاڑی کی آواز نہیں آئی تھی۔
''آج ہی پارٹی کرنی ہے۔'' زرعہ نے 'اور یو' کو گود سے نیچے اتارتے ہوئے اعلان کیا۔
''کہاں چلیں؟'' علیزہ نے پوچھا۔
''ماریہ اور فاران کو بھی بلا لیتے ہیں۔ بھابھی آپ شارب بھائی اور صائب بھائی کو فون کریں۔'' زرعہ کو ہنگامے پسند تھے۔
''کہیں نہیں جاتے، گھر میں ہی پیزا پارٹی کریں گے۔'' جویریہ نے صوفے پر پیر پھیلائے۔
''ہاں یہ ٹھیک ہے۔'' اسے بھی گھر ہی رہنا تھا۔
''ہاں، آج باہر نہیں۔'' شازیہ کا بھی دل باہر جانے کا نہیں تھا۔ وہ سب دفتر، کالج سے تھکی ہاری لوٹی تھیں۔
''کل سنڈے ہے، کل چلیں گے۔ آج پیزا اور آئس کریم آرڈر کرتے ہیں۔'' جویریہ کی بات پر شازیہ نے آگے جوڑا۔
''اور کیک بھی۔''
''اوکے۔'' بھابھی بھی مان گئیں۔
انہوں نے فردوس آنٹی کے یہاں فون کر کے سب کو مدعو کیا تھا لیکن آئے ماریہ اور فاران ہی۔
خالہ جان بھی ان کے ساتھ اس جشن میں شریک ہوئیں۔ وہ اسے مبارک باد دے کر اور کیک کا

Scanned with CamScanner

ایک ٹکڑا کھا کر چلی گئی تھیں۔

"آگے کیا ارادہ ہے؟" ماریہ نے پوچھا۔

"اسے شادی کرنی ہے۔" جواب زرعہ نے دیا۔

"ایسا تو نہیں کہا میں نے۔" اس نے پاس بیٹھی شازیہ کو دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے فوراً صفائی پیش کی۔ وہ ہنس دی۔

"جسے کچھ نہیں کرنا ہوتا، اسے شادی ہی کرنا ہوتی ہے، کیوں جویریہ؟"

"آں۔" جویریہ چونکی۔ "ہاں۔ ہاں۔ اور کیا۔" ابھی ابھی اس پر انکشاف ہوا تھا کہ الگ تھلگ بیٹھے فاران کی نگاہیں مسلسل اسی صوفے کی طرف تھیں جہاں ساریہ براجمان تھی۔

کھانے کے ساتھ باتیں، قہقہے، تصویریں اس ہلے گلے کے بعد سب تھک گئے تھے، اس لیے سونے چلے گئے لیکن وہ ایک بجے نیند اور تھکن کے باوجود جاگ رہی تھی۔

اسے یہ بھی پتا تھا کہ صائب سامنے آ بھی جائے تو وہ خود اسے اپنا نتیجہ بتانے سے رہی اور صائب خود سے پوچھے، اس کے امکانات بھی کم تھے پھر بھی وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ لڑکیوں کے کمرے نیچے تھے اور سب سو گئی تھیں۔ وہ کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم میں چلی آئی۔ یوں جاگتے رہنے کا کوئی تو بہانا چاہیے تھا، سو اس نے آواز بند کر کے ٹی وی لگا لیا اور ٹی وی دیکھتے دیکھتے جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

صائب آیا تو ٹی وی اسکرین کی کم زیادہ ہوتی مختلف رنگوں کی روشنیوں نے اسے متوجہ کیا ورنہ تھکا ہارا نیند کا مارا وہ سیدھا بستر پر گرنا چاہتا تھا۔

اسے لگا کوئی ٹی وی چلتا چھوڑ کر چلا گیا ہے، بند کرنے کی نیت سے جب وہ کمرے کے وسط میں پہنچا تو صوفے پر بیٹھے بیٹھے سر ایک طرف ٹکائے سوئی دکھائی دی۔ وہ ایک دم رک گیا۔ فاران کے واٹس ایپ اسٹیٹس پر وہ جشن اور جشن کی وجہ دیکھ چکا تھا۔

اس وقت صوفے پر نیند میں ڈوبی ساریہ کی موجودگی اور اپنی تاخیر سے آمد۔ وہ کام کی وجہ سے اکثر راتوں میں دیر سے آتا تھا لیکن پچھلے کچھ دنوں سے بہت کچھ پہلی بار ہو رہا تھا۔ جیسے اس وقت اس کا یہاں ہونا اور پہلی بار ہی وہ دبے قدموں سے چلتا صوفے کے سامنے رکھی تپائی پر بیٹھ گیا۔

اس نے ٹائی کی گرہ کھینچ کے ڈھیلی کی جس کا تکلف اس خاص میٹنگ کے لیے تھا جو بڑی دیر چلی تھی۔ ساریہ کے ہاتھ سے پھسل کے ریموٹ صوفے پر گرا پڑا تھا۔ ٹی وی یونہی چلتا چھوڑ بنا آواز پیدا کیے کھڑا ہو گیا۔ اس کا رخ باورچی خانے کی سمت تھا۔ پہلے اس نے کیبنٹ کھولا اور وہاں انواع قسم کے ڈبے دیکھ کر واپس بند کر دیا۔ ادھر ادھر نظریں دوڑانے کے بعد فریج کھولا اور جھک کر وہاں موجود چیزوں پر نظر ڈالی۔ ایک دو چیزیں ہٹانے اور سرکانے کے بعد اسے بچا کھچا کیک نظر آ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ کیک کی باقیات لیے ہال میں موجود تھا۔ ٹی وی کے نیچے والی دراز اور کیبنٹ میں اسے قلم اور پیڈ بھی مل گیا۔ اس نے اس پر کچھ لکھا اور کیک کے نیچے کاغذ دبا کر تپائی پر رکھ دیا۔ سوئی ساریہ پر ایک طویل نگاہ ڈالی اور پہلے نائٹ بلب جلایا پھر ٹی وی بند کر کے اوپر چلا گیا۔

جانے کب اس کی آنکھ کھلی تھی تاہم آنکھ کھلتے ہی اسے یاد آ گیا کہ وہ کہاں اور کیوں ہے۔ پہلے بند ٹی وی پر نظر پڑی اور سیدھا ہوتے ہوئے تپائی پر۔ اس کا دل جیسے رک گیا۔ اس نے کیک کے نیچے سے جھانکتا ننھا سا پرزہ کھینچا۔

"کانگریچولیشن۔ ایس۔" ایک لفظ اور ایک حرف لیکن یہ اس کے لیے ایک مکمل کہانی تھی۔ اس نے مڑ کے اوپر جانے والے زینے کی سمت دیکھا پھر مسکرا کے ٹوٹے پھوٹے کیک کو جس کے ساتھ چمچ بھی رکھا تھا۔ کیک کی باقیات کا نام و نشان مٹانے کے بعد وہ ننھا سا پرزہ سنبھالے کمرے میں آ گئی۔

آج تصدیق ہو گئی تھی۔ 'دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی' والے کاش کی پھڑپھڑاتی تتلیاں آج جشن میں محو رقص تھیں۔

Scanned with CamScanner

اگلے دن چھٹی تھی۔ اسی لیے آج وہ کمرے سے باہر نکلنے سے کترا رہی تھی۔

"اگر ان سے ٹکرا گئی تو؟"

"اگر انھوں نے پوچھ لیا تو؟"

"اگر سب کے سامنے کل رات کا ذکر چھیڑا تو؟"

وہ خود ہی ان مبہم سوالوں سے الجھتی ڈری بیٹھی تھی کہ زرعہ نے دروازہ کھولا۔

"چلو۔"

"کہاں؟"

"ویٹ کے پاس۔ بندو بڑی بے چین ہے، فرش پر لوٹ پوٹ ہو رہی ہے صبح سے، شکر ہے فاران بھائی آ گئے ورنہ میں اوبر بک کر رہی تھی۔" اس نے کرسی پر پڑا دوپٹا اس کے شانے پر ڈالا۔

"ایسے ہی، چینج تو کرنے دو۔"

"اچھا بھلا سوٹ ہے بلکہ ایکوا گرین کلر تم پر سب سے زیادہ سوٹ کرتا ہے۔"

"اچھا، تو پہلے کبھی کیوں نہیں بتایا؟" اس نے آئینے میں سوٹ کو دیکھتے ہوئے بالوں پر برش چلایا۔

"پہلے کبھی اتنی ایمرجنسی میں باہر جانا نہیں پڑا۔" وہ کہتی باہر نکل گئی۔ اس کا منہ کھلا رہ گیا۔

"برا بھی نہیں لگ رہا۔" اس نے آئینے میں خود کا جائزہ لیا اور باہر آ گئی جہاں بندو اپنے کیرئیر باسکٹ میں آرام دہ بستر پر لیٹی واقعی مریض لگ رہی تھی۔

پورچ سے ہی اسے کار کے پاس فاران اور صائب نظر آ گئے۔

"جب صائب موجود ہیں تو فاران کیوں لے جا رہے ہیں؟ ویسے اچھا ہی ہے۔" گزشتہ رات کی یاد نے پل بھر میں سوچ بدل دی۔

جب فاران کے بجائے صائب نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تو اس کی بندو کو پچکارتی بہلاتی زبان تھم گئی۔

کلینک پہنچ کر چوں کہ اپائنٹمنٹ تھا تو زرعہ فوراً اسے لیے کیبن میں چلی گئی۔ وہ یہاں کی رجسٹرڈ مریض تھی۔

"اب تو تمھیں کوئی ٹینشن نہیں ہو گی۔" "پیٹ کلینک" کی لابی میں اس وقت وہ دونوں ہی تھے۔

"جی۔؟"

"ایگزامز، اسائنمنٹ، رزلٹ وغیرہ وغیرہ کی۔" اس کی وضاحت پر وہ جھینپ گئی۔ وہ اسے سراسر چھیڑ رہا تھا۔

"پڑھائی کو خیر باد کہنے پر تو گرینڈ سلیبریشن ہونا چاہیے تھا، صرف پیزا پارٹی نہیں۔" وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"وہ تو بس ایسے ہی۔" اس نے کہا اور صائب کا تبسم گہرا ہو گیا۔

"تو انھیں پتا ہے!" اس نے دل میں سوچا۔

"ایکچوئل سلیبریشن کے لیے آج سب کا ریسٹورنٹ جانے کا پلان ہے۔" اس نے کچھ پل بعد سنجیدگی سے جواب دیا۔

صائب چپ رہا تو اس کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اب اگر یہ پوچھ لیں کہ رات کیوں ٹی وی دیکھتے ہوئے سو گئیں یا وہ کیک اور چٹ کہاں ہیں تو۔؟

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ کھڑا ہو گیا۔

"میں ابھی آیا۔" وہ باہر چلا گیا اور اس کی جان میں جان آئی۔

زرعہ بندو کے ساتھ باہر آ گئی لیکن صائب نہیں آیا جب وہ دونوں پارکنگ میں آئیں تو وہ فون پر مصروف تھا۔

رات کو سارا گھر خالہ جان، فردوس آنٹی اور شارب سمیت شہر کے خوبصورت ریسٹوران میں موجود تھا جہاں پہلے سے بکنگ لازم تھی۔ سب اسے حسین اتفاق اور قسمت سمجھتے رہے کہ انھیں نکلنے سے پہلے بس ایک کال پر ٹیبل مل گئی لیکن اسے جانے کیوں یہ "میں ابھی آیا" کا نتیجہ لگ رہا تھا۔

وہ خوش تھی۔ اس کے جذبے یک طرفہ نہ تھے اور ان احساسات کا انھیں ہی علم تھا جنھیں ہونا چاہیے تھا یعنی وہ دونوں۔

☆☆☆

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

کچھ لوگ شازیہ کو دیکھنے آئے تھے۔ خالہ کی جان پہچان کے لوگ تھے یعنی لڑکا خالو مرحوم کے دور پرے کے کزن کا بیٹا تھا۔

"شازیہ آپی کے بعد علیزہ کا نمبر ہوگا۔ اس کے بعد میرا اور جویریہ کا پھر ریہ کا۔" وہ سب مہمانوں کے جانے کے بعد ان کے لیے خاص تیار کیے گئے لوازمات پر ہاتھ صاف کر رہی تھیں تب زرعہ نے کہا۔

"ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ سب سے پہلے ریہ کا نمبر لگ جائے۔" بھابھی نے پیسٹری کے پیٹ میں چمچ سے سوراخ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسے پڑھنا بھی نہیں ہے نہ جاب کرنی ہے۔" وہ یوں مسکرائی گویا یہ اس کی تعریف تھی۔

"اگر تمہارے لیے کوئی پرپوزل آیا تو کرلوگی شادی؟" علیزہ نے پوچھا۔

"یہ کب اپنے فیصلے خود کرتی ہے؟" زرعہ نے اس کے کاندھے سے اپنا کاندھا ٹکرایا۔ وہ ہنس دی۔

"کپڑے، جوتے اس کے شازیہ آپی پسند کرتی ہیں، کالج سبجیکٹ میں نے چوز کیے تھے، بڑے بڑے فیصلے ممانی جان پر چھوڑ رکھے ہیں۔" وہ سب ہنسنے لگیں۔

"اور پھر یہ اتنی پریکٹیکل ہے کہ کوئی بھی اس کی پسند ناپسند کیس کرسکتا ہے۔"

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔" اس نے معنوی سا منہ پھلایا۔

"دیکھ لو، اب بھی تمہیں غصہ آیا ہے نہ برا لگا ہے بس ابویں ہی منہ بنالیا۔" زرعہ کی بات پر اس نے سختی سے ہونٹ بند کیے لیکن زیادہ دیر ضبط نہ کرسکی تو ہنس پڑی۔

"سچ، ساریہ ہاؤس وائف میٹریل ہے۔" بھابھی نے کہا۔

"ہیں! اس سے چائے ڈھنگ کی نہیں بنتی، یہ کیسے ہاؤس وائف میٹریل ہوئی؟" جویریہ نے پوچھا۔

"کام تو بندہ سیکھ جاتا ہے یا ہماری کلاس میں ملازموں سے ہی کام لینا ہوتا ہے لیکن کچھ گھر اور شوہر کے لیے ڈیڈیکیٹیڈ لیڈیز ہوتی ہیں ناں، ساریہ ویسی ہے۔"

"مجھے تو لگتا ہے، یہ ایک سست اور کام چور سی ہاؤس وائف بنے گی۔ اس کے شوہر کو ہر کام کے لیے اس کے پیچھے پڑنا ہوگا۔" یہ علیزہ کی رائے تھی۔

"کس کے بارے میں بات ہو رہی ہے؟" شازیہ کپڑے بدل کے اور میک اپ صاف کر کے ان کے درمیان شامل ہوتی صوفے پر بیٹھی۔

"آپ بتائیں آپی! ریہ کیسی بیوی ہوگی؟" زرعہ نے شازیہ کی طرف رخ کیا۔

"ریہ۔" شازیہ نے گھوم کے ساریہ کو دیکھا۔ "فرماں بردار شاکر بیوی۔" شازیہ کے لہجے میں بہن کے لیے پیار تھا۔

"ساریہ کا ہزبینڈ دنیا کا خوش حال ترین شوہر ہوگا کہ اس کی نہ فرمائشیں ہوں گی نہ ڈیمانڈز۔" آخر میں وہ ہنس دی۔

"یہ تو ہے، وہ خود جو شاپنگ کروادے گا ہماری ریہ اسی میں خوش۔" زرعہ نے اس کے شانے پر ہاتھ مارا۔

یہ سچ تھا کہ وہ بہت قانع اور محدود تھی۔ خالہ جان کے گھر ان دونوں کے ساتھ بھی امتیازی سلوک نہیں ہوا تھا پھر بھی اس میں شازیہ جتنی خود اعتمادی نہیں تھی۔ وہ فرمائش اور پسند بتانے میں پہل نہیں کرتی تھی بلکہ اسے کسی بات پر شکوہ یا اعتراض ہوتا ہی نہیں تھا۔ شازیہ کے مقابلے میں اس کی شخصیت کو کچھ دبی دبی سی کہا جاسکتا تھا۔

سب کے منہ سے اپنے بارے میں سن کر وہ خاموشی سے مسکرائے جا رہی تھی کہ اس نے اس زاویے سے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ کیسی بیوی ثابت ہوگی۔

"ویسے اب بھی وقت ہے، تم ایڈمیشن لے لو۔" جویریہ نے پھر مشورہ دیا۔

"سارا دن گھر میں اکیلے رہنا انتہائی بور کر دے گا تمہیں۔"

Scanned with CamScanner

"نہ۔" اس نے صاف انکار کیا۔

"شازیہ آپی! مجھے آپ کی ہونے والی ساسو ماں بڑی پیاری لگیں۔ اتنی سافٹ اسپوکن اور سوبر سی ہیں۔" زرعہ نے شازیہ کو مخاطب کیا۔

"ارے ابھی کہاں وہ میری ساسو ماں۔!" اس کی بات سن کر وہ ہنس پڑی۔

"جیسے صدقے واری جارہی تھیں، مجھے تو لگتا ہے وہی ہوں تمہاری ساسو ماں۔" حلیمہ کو بھی یقین تھا۔

اور ان کے اندازے درست نکلے۔ ان لوگوں کو شازیہ پسند آگئی۔ ان کے جہیز کا مسئلہ تھا نہ ہوٹل کی دستیابی کا قضا چند ملاقاتوں کے بعد سب معاملات طے ہوگئے اور شادی کی تاریخ بھی رکھ دی گئی۔

☆☆☆

سب کے جانے کے بعد وہ اکیلی رہ جاتی تھی۔ بھابھی اکثر باورچی خانے میں کام کر رہی ہوتیں یا کام کی نگرانی۔ ملازموں کی فوج کے باوجود سب کچھ ملازموں کے بھروسے نہیں تھا۔ وہ لان کے گوشے میں بلیوں کو ان کا کھانا دینے کے بعد وہیں بیٹھ کر انہیں کھاتا دیکھنے لگی تھی۔ اکڑوں بیٹھی بلیوں پر نظر جمائے اس کے خیال کی رو بہتی کہیں دور نکل گئی تھی۔ ان میں سڑک سے اٹھائی زخمی بلی جو دیکھ بھال اور عمدہ خوراک کے بعد صحت مند اور بشاش بلی میں بدل گئی تھی اسے وہ خود اور شازیہ نظر آرہی تھیں۔

وہ مختصر مگر خوش وقت اسے اب بھی اچھی طرح یاد تھا جو والدین کے بعد ان بہنوں نے دادا کے گھر گزارا تھا۔ وہ کم عمر تھی، اسے اب باتیں واقعات یاد بھی نہیں تھے لیکن اپنوں کی خود غرضی، نفسا نفسی اور لاوارثی کا احساس اس کے اندر زندہ تھا۔ وہ بھی یکسر معدوم ہو جاتا تو بھی اچانک کسی بات پر وجود کر آتا، جیسے اس وقت ہوا تھا۔ اسے آنکھوں سے آنسو ٹپکنے کا احساس ہوا نہ صائب کے پاس آنے کا۔ جب وہ بھی اسی انداز میں بلیوں کے پیچھے لیکن اس کے سامنے بیٹھا تو وہ چونکی۔

"کیا ہوا؟" اس نے پوچھا اور اس کا سنجیدہ اور الجھا چہرہ دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔

"کچھ نہیں۔"

"پھر تم رو کیوں رہی ہو؟" اس نے ہاتھ اس کے رخسار کی سمت لے جاتے ہوئے درمیان میں روک کر پیچھے کر لیے۔

"آں!" اس نے جھٹ باری باری دونوں گالوں کو چھوا اور نمی محسوس کر کے اس کے نشان مٹانے لگی۔

"ایسے ہی۔" اپنی بے خودی پر اس نے خود کو دل میں ڈپٹا۔ تب ہی اسے احساس ہوا کہ اس وضع میں وہ کس قدر بے آرام ہوگا تو جھٹ کھڑی ہوگئی۔

صائب نے بھی تقلید کی۔

"تمہیں بھی کچھ پتا بھی ہوتا ہے؟" اس کے چہرے پر صائب کی گہری نگاہیں جمی تھیں۔

"جی؟" وہ کچھ نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تمہارے پاس دو ہی جواب وافر مقدار میں ہوتے ہیں، پتا نہیں اور ایسے ہی۔" وہ مسکرا رہا تھا اور وہ شرمندہ ہوئی کہ یہ سچ تھا۔

"یہ اب ٹھیک ہے، اگر تمہیں اس کی تکلیف کا احساس رلا رہا تھا۔" اس نے اپنی غذا سے انصاف کرتی بلیوں کے دوران اس نئی زخمی بلی کی طرف اشارہ کیا۔

"اور رہی تمہاری 'پتا نہیں' والی بے خبری۔" اس نے پھر اس کے چہرے پر آنکھیں ٹکائیں۔

"تو تمہیں اس کا علاج کرنا چاہیے۔" وہ مزید شرمندہ ہو کر سر جھکا گئی۔ "یا مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا؟"

"مجھ سے کچھ نہیں ہوتا۔" ندامت سے کہتی وہ خود کو سمجھ دار گردانتی 'پتا نہیں' اور 'ایسے ہی' ان دو جوابات سے آگے بڑھانے کی سعی کر رہی تھی۔

"آپ ہی کر دیں۔" اس وقت بردباری سے بات کرتی سارہ کی معصومیت پر اسے اس قدر پیار آیا کہ اسی پل اس نے اپنے اختیارات بڑھانے اور ضبط کی آزمائش ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"سارہ!" اس نے بے ساختہ پکارا تھا۔

"ہمم۔" وہ سر اٹھا کے اسے دیکھنے لگی۔ اب اسے اس چہرے میں اپنا حال دل نظر آنے لگا تھا۔

Scanned with CamScanner

"کچھ نہیں۔" چند پل اس کی جواب طلب آنکھوں میں دیکھنے کے بعد وہ زیرلب مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔ فون نے گنگنا کے اسے متوجہ کیا اور وہ الجھی ساریہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

"کچھ نہیں کہہ کر کیا یہ مجھے چڑا رہے تھے؟" ساریہ نے دور جاتے صائب کو دیکھتے ہوئے سوچا اور اس کے چہرے پر روٹھا سا تاثر ٹھہر گیا۔

☆☆☆

ابھی وہ سب شازیہ کی متوقع شادی پر پورے جوش اور خوشی سے منصوبے بنا رہی تھیں کہ بھابھی کی نئی اطلاع پر لحہ بھر کو سب کو سانپ سونگھ گیا۔ رات کھانے کے بعد وہ سب کچھ وقت ساتھ گزارتی تھیں۔

"ممانے ساتھ ہی صائب اور ساریہ کی شادی بھی فکس کر دی ہے۔"

"کس سے۔؟ مطلب صائب کی شادی بھی ساریہ کی شادی بھی یا ان دونوں کی آپس میں شادی؟" علیزہ سب سے پہلے گفتگو کے قابل ہوئی تھی۔

"صائب کی شادی ریہ سے۔" یہ اتنی ناقابل یقین سی بات تھی کہ کسی نے اس کا ردعمل جاننے کے لیے اس کی طرف دیکھا بھی نہیں جس کا بے قابو دل بس سینے سے اچھل کر باہر گرنے کو تھا۔

"ہیں! اتنی اچانک؟" علیزہ جو پشت سے ٹک کر آدھی لیٹی تھی، ایک دم سیدھی ہوئی۔

"جی، اتنی اچانک کہ اب گھر میں ایک ساتھ دو شادیاں ہیں۔"

"یہ ممانی جان کو اچانک کیا سوجھی؟" جویریہ سب سے زیادہ بے یقین تھی۔

"لگتا ہے اس دن ساریہ کے اچھی بیوی والے قصیدے ان تک پہنچ گئے تھے۔" زرعہ نے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی ریہ سے بھی پوچھے گا یا رشتہ یونہی طے ہو گیا؟" جویریہ نے اسے دیکھا جو ان سب کی طرح ہی حیرت زدہ تھی۔

"اس کا جواب سب کو پتا ہے، اسی لیے ممانے شازیہ سے پوچھا تھا لیکن ایسا ریہ کے ساتھ نہیں کیا۔" بھابھی نے اسے دیکھا۔

"انہوں نے شازیہ کے ساتھ ہی ان کی شادی بھی فکس کر دی ہے، وہ ابھی صائب اور شارب کے ساتھ انویٹیشن کارڈ کے ڈیزائن اور میٹر فائنل کر رہی ہیں۔" گھر کے معاملات کی سب سے پہلی خبر بھابھی کے ذریعے ہی انہیں ملتی تھی۔

"ویسے صائب کی پرسنالٹی کے ساتھ فردوس آنٹی کی ماریہ زیادہ سوٹ کرتی۔" علیزہ نے کہا۔

"ویسے تمہاری جوڑی بھی اچھی لگتی اگر جچتی، پھر تم ایک ہی شعبے مطلب ان کے ساتھ میں کام کرتی ہو" جویریہ بلا کی صاف گو مشہور تھی۔

"اب ان باتوں کا کیا مطلب جب صائب بھائی کا لائف پارٹنر فائنل ہو گیا۔" زرعہ نے کہا۔

"اب تم کچھ بولو بھی۔" علیزہ نے اسے مخاطب کیا۔

"یہ کیا کہے گی۔" زرعہ نے کچھ تاسف سے اسے دیکھا۔ "زندگی کا سب سے اہم فیصلہ بھی اس نے دوسروں پر چھوڑ رکھا ہے۔"

"ویسے یہ کوئی برا فیصلہ تو نہیں ہے۔" بھابھی انہیں بس خبر دینے آئی تھیں، جاتے جاتے کہہ گئیں۔

شازیہ باورچی خانے سے سب کے لیے کافی لے کر واپس آئی تو یہ خبر اس کے لیے بھی نئی تھی۔

"ممانی جان نے آپ سے بھی نہیں پوچھا؟" علیزہ نے اچنبھے سے دریافت کیا۔

"مجھ سے کیوں پوچھیں گی خالہ جان؟ وہ ریہ کی گارجین ہیں، میں نہیں۔" اس نے بہن کو دیکھا۔ بلاشبہ صائب جیسے خوبرو اور لائق بندے کا شریک سفر ہونا نوید تھی۔

"مانا ساریہ کی مرضی، جو خالہ جان کہیں، تھی لیکن صائب بھائی۔؟" جویریہ نے نیا نکتہ اٹھایا۔

"دیکھو ساریہ! تم سوچ لو اور اگر دل نہ مانے تو ممانی جان سے کہہ دو، وہ زبردستی نہیں کریں گی، کیوں کہ تم دونوں مس میچ سے ہو۔"

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

"کس سے یہ امید رکھ رہی ہو تم!" زرعہ نے مایوسی سے سر ہلایا۔

"یہ فیصلے کرنے کے معاملے میں بھی ایسی ہی کاہل ہے کہ وہ بھی دوسروں کے لیے قبول کر لیتی ہے۔"

"ویسے حیرت ہے، صائب بھائی بھی خاموشی سے مان گئے؟" جویریہ نے پوچھا۔

"ساریہ میں کوئی کمی یا خامی تو نہیں جو صائب کو اعتراض ہوتا۔" شازیہ کو جویریہ کی تشویش اور حیرت اچھی نہیں لگی۔

"میرا یہ مطلب نہیں ہے شازیہ آپی۔" وہ شازیہ کے انداز پر سنبھل گئی۔

"ریہ ماشاءاللہ پیاری اور بڑی اچھی ہے لیکن میں کہہ رہی ہوں یہ کہ ساریہ ہم سب سے مختلف ہے، نہ سوشل ہے نہ ہم سب جیسی آؤٹ گوئنگ اور کانفیڈنٹ جیسی لڑکیاں عموماً آج کل کے بوائز کو چاہیے ہوتی ہیں۔" اس نے اپنا موقف صاف بیان کیا۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ ممانی جان کے دونوں بیٹے ماں کے حد درجہ فرماں بردار ہیں، شارب بھائی کی طرح صائب بھائی نے بھی ارینج میرج اور ممانی جان کی پسند پر سر جھکایا ہے۔" زرعہ نے کہا۔

اسی وقت صائب زینے پر نمودار ہوا۔ وہ نیچے آ رہا تھا۔

"لو، ان ہی سے پوچھ لیتے ہیں۔" اس کے جملے پر سب نے زینے کی طرف دیکھا۔ ساریہ نے بڑے یقین سے اپنے تاثرات ویسے ہی رکھے جواب تک تھے۔

"کانگریچولیشنز بھائی۔" وہ آخری زینے پر تھا جب زرعہ نے اونچی آواز میں کہا۔

"تھینک یو۔" وہ خوش دلی سے مسکرایا۔

"ہمیں آپ سے امید تھی کہ کوئی فلمی قسم کی شادی کریں گے لیکن آپ نے بھی اماں حضور کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔" عملیزہ نے مایوسی سے کہا۔

"تم سب مل کے اسے فلمی بنا دینا۔" اس نے مشورہ دیا۔

"وہ تو ہم ضرور کریں گی۔" جویریہ نے یقین دلایا۔

"گڈ۔" اس نے بظاہر ایک اچٹتی نظر ساریہ پر ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس نے ایک پیارے اور مبہم تبسم کے ساتھ سر جھکا لیا۔

"رات کے اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟" شازیہ نے پوچھا تو وہ فوری جواب نہیں دے پایا۔

"گاڑی میں کچھ فائلیں بھول گیا تھا۔" اس نے یونہی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ "وہی لینے جا رہا ہوں۔"

اب وہ کیا بتاتا کہ سطوت جہاں کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں جاتے ہوئے اسے نیچے وہ سب دکھائی دیں اور وہ بنا سوچے اس خبر کے بعد ساریہ کو دیکھنے کی خواہش میں ادھر آ نکلا تھا۔ وہ سست قدموں سے باہر چلا گیا۔

وہ بھاگ کے اپنے کمرے میں جا کے اس خوشی پر بھنگڑا ڈالنا چاہتی تھی، اپنا سرخ ہوتا چہرہ اور روشنی سے بھری آنکھیں شیشے میں دیکھنا چاہتی تھی کہ یہ پیار اور روپ کس وجہ سے تھا لیکن اب اسے ان سب کے درمیان ہی بیٹھے رہنا تھا، وہ بھی عام تاثرات کے ساتھ۔

"ہائے محبت کی مشقتیں!" اس نے دل میں دہائی دی لیکن اسی میں مزہ بھی آ رہا تھا۔ اس ایک اچٹتی نگاہ میں کیا نہیں تھا۔ وہ چپکے چپکے مسکرائے جا رہی تھی۔

☆☆☆

"آپ کے وہی کزن آئے ہیں۔" ملازمہ نے دروازے سے اسے اطلاع دی۔

"آپا سے کہیں ناں، ان سے وہی بات کرتی ہیں۔" ان کے پھوپھی زاد ابوذر بھائی اکثر ان کا احوال پوچھنے آتے تھے۔ دودھیال سے ان کا یہ واحد رابطہ بحال تھا۔

اپنے مزاج اور عادت کی وجہ سے وہ سلام کر کے آ جاتی تھی، آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہو گیا، ان سے ہمیشہ شازیہ ہی بات کرتی تھی۔ خالہ جان نے بھی جتایا یا کہا نہیں تھا مگر وہ جانتی تھی کہ ان کا دودھیال کے

Scanned with CamScanner

افراد سے میل جول پسند نہیں تھا۔ ان کا خشک اور دونوں بہنوں کے محتاط رویے دیکھ کر انہوں نے بھی تعلقات بحال رکھنے کی کوشش نہیں کی تھی، تاہم ابوذر بھائی مستقل مزاج ثابت ہوئے تھے۔

"وہ کمرے میں نہیں ہیں۔"

"گھر میں ہی کہیں ہوں گی۔" مہمانوں سے ملنے کے معاملے میں کاہلی کی حد تک سست تھی۔

"وہ شاید بھابھی کے ساتھ کہیں گئی ہیں۔" ملازمہ بھی ٹکڑوں میں بات کررہی تھی۔

"اچھا۔" اس نے مری سی آواز میں کہا اور کوکو کو گود سے اتار کر چپلیں پہننے لگی۔ شادی طے ہوتے ہی شازیہ کے بھابھی کے ساتھ بازاروں کے چکر بھی شروع ہوگئے تھے کہ انھیں ایک نہیں دو دلہنوں کی تیاری کرنا تھی۔

دوپٹا سلیقے سے جماتے ہوئے ڈرائنگ میں آئی تو اس نے محسوس کیا، ابوذر بھائی اسے دیکھ کر واضح طور پر چونکے تھے۔

"سب ٹھیک ہے؟" سلام دعا کے بعد اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا۔

"جی۔" اس نے سر ہلایا۔

"شازیہ کی طبیعت ٹھیک ہے؟" شازیہ کی جگہ اسے دیکھ کر انھیں تشویش نے گھیرا تھا۔

"جی وہ بالکل ٹھیک ہیں، مارکیٹ گئی ہیں۔" وہ گود میں ہاتھ رکھے یوں بیٹھی تھی گویا انہیں سے آواز کی منتظر ہو، کوئی اسے پکارے گا اور وہ بھاگ کھڑی ہوگی۔

"آگے پڑھنا کیوں ترک کردیا؟"

"بس ایسے ہی۔" لوگوں سے دور بھاگنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسے وقت پر منطقی یا معقول جواب دینے نہیں آتے تھے۔

"جنہیں پڑھنے کا شوق نہیں ہوتا پھر گھر والے ان کی جلد شادی کردیتے ہیں اور میرے خیال سے سسرال سے بہتر تو یونیورسٹی لائف ہوتی ہے۔" وہ اسے ذرا کر قائل کرنا چاہ رہے تھے اور وہ کسی خیال کی دستک پر گلابی ہوگئی۔ ابوذر بھائی کو اس کی شادی کی اطلاع نہیں ملی تھی شاید۔

اسی وقت خالہ جان اور صائب داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ دونوں کو ان کی آمد یا موجودگی کا علم نہ ہوسکا۔

"سسرال تو سب ہی کو جانا پڑتا ہے، آپا ماسٹرز کے بعد بھی تو وہیں جارہی ہیں۔" خود کو سنبھال کر اپنے تئیں اس نے معقول جواب دیا تھا۔

"شازیہ کی شادی ہورہی ہے؟" ان کا لہجہ بدل گیا۔ لو انھیں تو شازیہ کی شادی کا بھی پتا نہیں تھا!

"جی۔" قریب سے ابھری آہٹوں پر ان دونوں نے گردن موڑی۔ ابوذر بھائی خالہ جان کو دیکھتے ہی مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔ خالہ جان کی چال یوں تھی کہ سب ہی حاضرین کا انداز کم و بیش ابوذر بھائی والا ہو جاتا تھا۔ ان کا اونچا سر، تنی گردن اور زمین پر پڑنے والے دھمک دار قدم یہی مطالبہ کرتے تھے کہ ان کی تعظیم کی جائے، وہ جہاں موجود ہوتیں، یوں لگتا اس وقت اس جگہ کی حکمراں وہی ہیں۔

"السلام علیکم۔" ابوذر بھائی نے انھیں سلام کیا اور اسے یہ موقع وہاں سے ہٹنے کے لیے غنیمت لگا۔

"میں مشتری بوا سے چائے کا کہتی ہوں۔" وہ دھیمی آواز میں کہتی باورچی خانے کی طرف چل پڑی۔

جب وہ چائے کا کہنے کے بعد مہمان خانے کے سامنے سے گزری تو وہاں ابوذر بھائی کے ساتھ صرف صائب بیٹھا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لی۔ خالہ جان ان کے ددھیال والوں کو اتنا ہی ناپسند کرتی تھیں۔

☆☆☆

وہ ڈرائنگ روم میں اکیلی بیٹھی تھی۔ سب فردوس آنٹی کی طرف گئے تھے۔ جب کہ خالہ جان، بھابھی اور شازیہ سنار کے پاس گئے تھے۔ اس نے اسی سردرد کے بہانے جانے سے منع کردیا تھا۔ خلاف امید زرعہ نے اسے بخش دیا تھا۔ وہ صوفے پر پیر اوپر رکھے گھٹنوں پر چہرہ ٹکائے بیٹھی تھی۔

جہاں اسے اپنی قسمت پر یقین نہیں ہورہا تھا

Scanned with CamScanner

وہیں اپنی دعاؤں کی بازیابی پر دل سجدۂ شکر میں جھکا تھا۔ والدین کی جدائی اور پھر ابتدائی دربدری نے اسے اپنی قسمت سے ہمیشہ خائف ہی رکھا تھا لیکن اس وقت وہ نازاں بھی۔ صائب نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ چونکی۔

"اکیلی یہاں کیا کر رہی ہو؟" ٹی شرٹ اور پاجامے والا حلیہ بتا رہا تھا کہ وہ کمرے سے باہر آیا ہے۔ اسے پتا ہی نہیں تھا کہ صائب گھر میں موجود ہے۔

"کچھ نہیں۔" عادتاً منہ سے پھسلا اور اس نے پچھتاوے کے طور پر ہونٹ دانتوں میں دبایا۔ صائب مسکرا دیا۔

"باقی سب کہاں ہیں؟" وہ شاید ابھی سو کر اٹھا تھا۔

"فردوس آنٹی کی طرف گئے ہیں سب۔ میرے سر میں درد تھا، اس لیے نہیں گئی، میں۔ چائے بنانے ہی ادھر آئی تھی۔" حسب معمول اس کی ان دیکھی داڑھی کا ان دیکھا تنکا اپنا کام کر چکا تھا۔ وہ کشن نیچے گراتی صوفے سے کھڑی ہوئی اور تین ناکام کوششوں کے بعد چپلیں پیروں میں پہن کر باورچی خانے کی طرف بھاگی۔

"سارہ!" پیچھے سے صائب نے آواز دی۔ وہ گھبرا کے پلٹی۔

"میرے لیے بھی چائے پلیز۔" اس نے مسکرا کے نرمی سے التجا کی۔ وہ سر ہلاتی واپس اسی رفتار سے دوڑ گئی۔

"یہ کل کب آئے؟ مجھے پتا کیسے نہیں چلا؟" آج مشترکہ یوا بھی نصف دن کی چھٹی لے کر گئی تھیں۔ وہ کام کرتے ہوئے مسلسل سوچ رہی تھی۔

چائے چڑھانے کے بعد اس نے بند کھڑکی کھولی اور جھانکنے کی کوشش کی کہ اسے صائب کی گاڑی نظر آجائے۔ وہ تو سمجھ رہی تھی، صائب شہر سے باہر گیا ہے۔

"میری گاڑی ورکشاپ میں ہے۔" پیچھے سے صائب کی آواز آئی اور وہ جو سلیب پر ہاتھ رکھ کے آگے جھانکنے کی کوشش کر رہی تھی، پانی پانی ہو گئی۔

"میں اوپر سے آیا تھا۔" وہ آہستہ سے پلٹی۔ وہ ڈائننگ روم میں کرسی پر ایسی جگہ بیٹھا تھا کہ وہاں سے وہ صاف دکھائی دے رہی تھی۔

جب تک چائے بن نہیں گئی وہ چولھے کے پاس اس کی سمت پشت کیے کھڑی رہی۔ ایک کپ چائے ٹرے میں رکھ کے میز پر اس کے آگے رکھی تو اس نے سوال کیا۔

"تمہاری چائے؟"

"میں۔ میں لے لوں گی ابھی۔"

"یہیں لے آؤ۔ ساتھ میں پیتے ہیں۔" اس نے ٹرے سے کپ اٹھایا۔ وہ ایک بار پھر سر ہلاتی لیکن سست قدم اٹھاتی باورچی خانے میں آ گئی۔ اسی سست رفتاری سے اس نے کپ میں چائے چھانی اور واپس میز تک آئی۔ تب وہ آخری گھونٹ لے رہا تھا۔

"سما اور بھابھی بھی آنٹی کی طرف گئی ہیں؟"

"نہیں، وہ دلہن کے لیے جیولری لینے گئی ہیں۔" اس نے فٹ سے کہہ تو دیا پھر خود ہی ایک دم حساس ہو گئی۔

"صرف دلہن۔ دلہنیں تو دو ہوں گی۔" اس نے خالی کپ ٹرے میں رکھا۔ وہ کپ ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔ سارہ نے جواب نہیں دیا۔ صائب کرسی کھسکا کے کھڑا ہوا۔

"تمہیں بھی جیولری کی ضرورت ہو گی۔"

"آں؟" اس عجیب بات پر وہ سر اٹھا کے اسے دیکھنے لگی۔

"ایک ہی دلہن ہوتی اگر میں نے تمہارا نام نہ لیا ہوتا۔" وہ میز پر انگلیاں ٹکا کے خفیف سا اس کی سمت جھکا تھا۔ صائب کی محویت پر یا اس کی بات پر، اس کے ہاتھ میں کپ ترچھا ہوا لیکن صائب نے کپ کے نیچے انگلی رکھ کے اسے اونچا کیا۔ اس نے دھک دھک کے شور بیچ میں اسے صرف حیران ہی

Scanned with CamScanner

نہیں کیا تھا بلکہ اس رشتے کے خاص اور اہم ہونے کا غرور تھما گیا تھا۔

چند منٹ بعد اس کی نہایت اہم کانفرنس کال تھی۔ وہ دل پر پتھر رکھ کے وہاں سے اٹھا تھا کہ پہلے ہی اس اہم کال کی تیاری کا وقت، اس عام سے معمولی وقت کو وہ ایک پیاری سی یاد بنانے میں صرف کر چکا تھا۔

"خالہ جان نے نہیں میرا نام صائب نے۔"

اس نے مسکرا کے چائے کا گھونٹ لیا اور بے ساختہ ٹرے میں دھرے خالی کپ کو دیکھا۔ وہ چائے میں چینی ڈالنا بھول گئی تھی۔

"تمہیں بھی چینی کی ضرورت ہوگی۔" اس کی آواز گونجی۔

"اگر میں نے تمہارا نام نہ لیا ہوتا۔"

"اور صائب کی چینی؟" اس نے وہیں سے پیچھے مڑ کے دیکھا جہاں سے وہ جگہ واضح دکھائی دے رہی تھی جہاں وہ کھڑی تھی۔ اس نے مسکرا کے دوسرا گھونٹ بھرا۔ چائے پہلے کبھی اتنی میٹھی نہیں لگی تھی۔

☆☆☆

شازیہ نے ملازمت چھوڑ دی تھی۔ ویسے بھی وہ شارب بھائی کے دوست کے ایک نجی اور نہایت مہنگے ادارے میں شوقیہ پڑھا رہی تھی۔ اس وقت وہ بھابھی کے ساتھ اپنی سہیلیوں کو شادی کا کارڈ دینے گئی تھی۔ سارہ اپنا کمرہ سمیٹ رہی تھی۔ اسے جو سامان اور چیزیں اوپر اپنے نئے کمرے یعنی صائب کے کمرے میں لے جانا تھیں اور جو اسی کمرے میں چھوڑ دینا تھیں، وہ انھیں علیحدہ کر رہی تھی۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی۔

"آپ کے وہی کزن آئے ہیں۔" دروازہ کھولا تو ملازمہ کھڑی تھی۔

"بٹھائیں انھیں، میں آرہی ہوں۔"

"مجھے تو اندازہ ہی نہیں تھا ابوذر بھائی اتنا فریکوینٹلی آتے ہیں۔" آئینے میں اپنا جائزہ لے کر دوپٹا سلیقے سے اوڑھتے ہوئے اس نے سوچا۔

ڈرائنگ روم میں آئی تو ابوذر بھائی گہری سوچ میں غرق محسوس ہوئے۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔" اسے دیکھ کر وہ ٹھٹک گئے۔

"شازیہ کہاں ہیں؟"

"آپا اپنی دوستوں کے یہاں کارڈ دینے گئی ہیں۔"

"اچھا۔" وہ کچھ مضطرب نظر آئے۔

"سب خیریت ہے؟" عام طور پر یہ سوال وہ کرتے تھے، انہوں نے نہیں پوچھا تو اس نے پہل کی۔

"ہمم۔ صائب صاحب ہیں گھر میں؟"

"وہ تو اس وقت آفس میں ہوتے ہیں۔" وہ پھر خاموش ہو کے کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے۔

"ان سے کوئی کام ہے تو آفس میں مل لیں۔" اپنی طرف سے اس نے مناسب مشورہ دیا۔

ابوذر بھائی اسے کچھ دیر تک دیکھتے رہے پھر جیسے کسی فیصلے پر پہنچ کر خود کو تیار کیا۔

"سارہ! کیا شازیہ اس رشتے سے خوش ہے؟" سوال سنتے ہی اس کا انداز بدل گیا۔

وہ کون تھے اور کس حق سے ان کی ذاتی زندگی میں دخل دے رہے تھے؟ اس کے دل میں دادا دادی، چاچا چاچی اور کزنز کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں تھا تاہم ابوذر بھائی کا ان کی خیر خیریت دریافت کرنا اچھا لگتا تھا۔ وہ دیگر جان پہچان والوں کی طرح ان کا بھی احترام کرتی تھی لیکن اس وقت اسے لگا شادی سے محض چند دن پہلے وہ اپنی حد سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ وہ بھی اونچی آواز میں کسی پر بگڑی بھی نہیں تھی اور اب سمجھ نہیں پا رہی تھی اپنی ناگواری کا اظہار کس طرح کرے۔

"مجھے لگتا ہے، یہ فیصلہ جلد بازی میں ہوا ہے اور۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے صوفے پر اس کے قریب آن بیٹھے، وہ گھبرا گئی۔ یہ ہی وہ پل تھا جو بنا کسی بری نیت کے ایک فون کیمرے میں قید ہو گیا

Scanned with CamScanner

چند دنوں بعد تباہی مچانے کے لیے۔

''تمہیں شازیہ سے بات کرنی چاہیے، مجھے۔''

وہ سرگوشی سی آواز میں کہہ رہے تھے اور اسے ایسی بے چینی لاحق ہوئی کہ وہ ایک دم کھڑی ہوگئی۔

''ابوذر بھائی! آپ ہماری خیر گیری کے لیے آتے ہیں، اتنا کافی ہے آپ کو ہماری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں سب ہمارے خیر خواہ اور اپنے ہیں۔ آپ آپا کا وٹ کرنا چاہتے ہیں کریں لیکن یہ فضول بات ان کے سامنے دہرائیے گا مت، وہ اور ہم سب اس شادی سے بہت خوش ہیں۔'' اس کا لہجہ اور چہرے کے تاثرات خود بخود سخت ہوگئے تھے۔ وہ رکی نہیں۔ راہداری میں زرعہ اس سے ٹکرائی۔

''کیا ہوا؟''

''کچھ نہیں۔'' اس نے فوراً چہرے کے تاثرات بدلے۔

''ابوذر بھائی آئے ہیں۔ تم پلیز ذرا شتری بوا سے چائے اور ریفریشمنٹ کا کہہ دو۔''

''او کے۔'' زرعہ مسکرائی اور وہ اپنے کمرے میں آگئی لیکن اس کی بے چینی اس رات اسے شازیہ کے کمرے تک لے گئی۔

''ارے، تم سوئیں نہیں اب تک؟'' وہ سب کی ہدایت پر آج کل نیند پوری کرنے کے لیے جلد سونے لگی تھی۔

''نیند نہیں آرہی، اس لیے آپ کے پاس آگئی۔'' اس نے لاڈ سے بہن کو دیکھا۔

''پھر سے ایک کمرے میں سونے کا بھوت سوار ہوا ہے؟'' وہ بڑی مشکلوں سے الگ کمرے میں جانے تیار ہوئی تھی ورنہ دسویں تک ان دونوں کا کمرہ مشترکہ تھا جو یہاں کے اصول کے خلاف تھا۔ خالہ جان کی رعایت اسکول تک تھی۔ کالج جاتے ہی انہوں نے حکم صادر کیا تھا اور حکم عدولی کا یہاں رواج نہ تھا۔

''ایسا ہی سمجھیں۔'' شازیہ ہنسنے لگی۔

''پھر آپ اتنی دور دوسرے گھر چلی جائیں گی کہ میں یوں دل کرنے پر آپ کے پاس نہیں آسکوں گی۔''

''تم شاید بھول گئیں، شادی تمہاری بھی ہو رہی ہے۔'' شازیہ نے پیار سے اس کے گال چھوئے۔

''تم اپنے کمرے میں ہوگی نہ اکیلی ہوگی۔''

اس نے شرما کے سر جھکا لیا۔

''تم خوش ہو ساریہ؟'' شازیہ نے ایک دم سنجیدگی سے پوچھا۔ ''خالہ جان نے ایک دم اچانک سے صائب اور تمہاری شادی کا اعلان کردیا۔''

''جی آپا! خوش نہ ہونے کا کوئی ریزن ہی نہیں ہے۔'' وہ یہی سوال اس سے کرنے آئی تھی۔

''اور آپ؟''

''میں۔'' شازیہ نے گہری سانس لی۔

''میرے پاس اس شادی اور رشتے پر خوش ہونے کے کئی ریزن ہیں۔'' اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔

''سب سے پہلے تو وہ خالہ جان کی پسند ہیں پھر اسی شہر میں ہیں، سیکنڈ اراب انتہائی ہینڈسم ہیں، امیر ہیں، اکلوتے ہیں، ویل ایجوکیٹڈ ہیں۔ تم نے ان کا گھر نہیں دیکھا ناں، وہ بھی اتنا شان دار ہے کہ نہ پوچھو۔''

اس نے ساریہ کا ہاتھ پکڑ کے اسے مسہری پر بٹھایا۔ وہ اسے بڑی دلچسپی سے سنا رہی تھی اور ابوذر بھائی کی پھیلائی بے چینی زائل ہو رہی تھی۔

☆☆☆

خالہ جان کا سسرال کافی بڑا تھا ایسا ہی کچھ اس کے ننھیال کا حال تھا۔ ماموں تو دو ہی تھے لیکن خالہ جان اور اس کی امی کے چاچا، تایا، ماموں، خالائیں اور پھپھوئیں اور ان کے خاندان، خالہ جان نے سب کو مدعو کیا تھا۔ گھر میں چونکہ بہت گنجائش تھی تو قریبی مہمان گھر میں ہی تھے۔ چند ہوٹلوں میں اور کچھ پڑوس کے خالی بنگلے میں ٹھہرے تھے۔

ان دونوں کا نکاح صبح گھر پر ہی ہوگیا تھا۔ وہ تقریب بھی سادہ یا عام نہیں تھی۔ خالہ جان سب کچھ اپنے شایانِ شان کرنے کی قائل تھیں۔ شام میں

Scanned with CamScanner

شازیہ کی برات آنا تھی اور نکاح کی تقریب اور ان کا ولیمہ ایک ساتھ تھا جس کا شان دار انتظام ہوٹل میں تھا۔

دلہن بنا بنگلے مہمانوں سے بھرا تھا۔ وہ نیچے اپنے کمرے میں ہی تھی۔ سب دوپہر کے کھانے میں مصروف تھے۔ جس کے بعد اسے اور شازیہ کو شام کے لیے تیار ہونا تھا اور مہمانوں کو ہوٹل جانا تھا۔ وہ سب اسے کچھ دیر لیٹنے اور آرام کا کہہ کر گئی تھیں۔

وہ یونہی بیٹھی اپنے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی کہ آج اس کمرے میں اس کا آخری دن تھا تب ہی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی، وہ اٹھتی یا کچھ کہتی اس سے پہلے ہی صائب دروازہ کھول کے اندر آیا۔

وہ گھبرا کے کھڑی ہوگئی، اس وقت وہ قدرے سادہ میرون جوڑے میں ملبوس تھی۔ بال کھلے تھے اور اس نے صبح نکاح کے وقت پہنے زیورات بھی اتار دیے تھے۔ اس نے شادی کے بعد پہلی بار اس حلیے میں اس کے سامنے آنے کا نہیں سوچا تھا۔

''آپ۔ آپ یہاں۔ کیسے؟'' اس غیر متوقع صورت حال پر بے ساختہ وہ پوچھ بیٹھی۔

''ایسے ہی!'' وہ مسکراتا ہوا پاس آیا۔

''کوئی دیکھ لے گا۔ کوئی آجائے گا۔''

''دیکھ لے، آجائے۔'' آج وہ بے باک تھا۔

''نہیں۔ یہ۔'' وہ اب بھی محتاط۔

''ششش۔'' صائب نے اسے شانوں سے تھام کے چپ کرایا۔

''مبارک ہو۔'' اس کی دھیمی اور بھاری سی آواز پر اس کی گھبراہٹ کی وجہ بدل گئی۔

''میں بس اتنا ہی کہنے آیا تھا۔'' وہ چپ سر نیچا کیے دل کو سنبھالتی رہی۔ سر جھکاتے ہی بال اس کا چہرہ چھپانے لگے تھے

''مجھے مبارک باد نہیں ملے گی؟'' اس نے دایاں ہاتھ شانے سے ہٹا کر بال پیچھے کرتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر کیا۔

''تمہیں پتا ہے۔ اوہ۔ تمہیں تو کچھ بھی پتا نہیں ہوتا ہے۔'' ساریہ نے ایک شاکی سی نگاہ اس پر ڈالی۔

''یہ ہی۔'' اس نے اس کے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔

''تمہاری ان۔ کیا کہتے ہیں۔ ہاں ان اداؤں کے بعد ایک ہی گھر میں تم سے دور رہنا ناممکن ہوگیا تھا۔'' وہ پھر اس طرح گھبرائی، مانو کوئی خطا پکڑی گئی ہو۔

''مم۔ میں نے کب۔'' وہ اس کا تبسم دیکھ کر ایک دم چپ ہوگئی۔ اس کی جیب سے فون کی دبی دبی سی آواز آئی۔

''بس کچھ دیر اور پھر سب گنوا دوں گا کہ میں نے کب کب اور کیسے کیسے جتن سے صبر اور ضبط کیا ہے۔'' اس نے اس کے مہندی سے مزین ہاتھوں کو ایک ساتھ ہاتھوں میں لیا اور ایک خفیف سا بوسہ دے کر چھوڑ دیا۔ اسے بھی خدشہ تھا کہ فون کرنے والا اسے ڈھونڈتا ہوا ادھر ہی نہ آجائے، اس لیے چلا گیا اس بات سے بے خبر کہ اس کی ایک معصوم سی خواہش کی تکمیل نے آگے اس کے لیے کون سی کھائی کھود دی تھی۔

وہ اپنے ہاتھ گود میں رکھے بے خودی مسہری پر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد وہ سب کے درمیان ہوں ہاں کرتی کسی اور ہی جہان میں تھی۔

☆☆☆

تقریب میں اس کے دادا کا خاندان بھی مدعو تھا۔ اپنی پوتیوں کی اس قدر شان دار شادی پر جانے کسی کا احساس تھا، احساس کمتری یا اپنی غفلت کی شرمندگی، وہ سمجھ نہیں پائی کہ کسی نے بھی شرکت کیوں نہیں کی۔ اس کے پوچھنے پر جویریہ نے بتایا کہ ابوذر بھائی شریک ہوئے تھے۔

شازیہ رخصتی کے وقت دھواں دھار روئی اور اس کے ساتھ وہ بھی۔ ایسے وقت والدین کی کمی اور یاد اداس کر ہی دیتی ہے۔

شازیہ کا قافلہ جانے کے بعد وہ سب گھر آئے

Scanned with CamScanner

اور پھر اسے بھی دوبارہ 'ٹچ اپ' کے بعد وہ سب اپنی دوسری کزنوں کے ہمراہ صائب کے کمرے میں لے آئی۔

"یار ایمان سے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم اتنی حسین دلہن لگو گی۔" جویریہ ہمیشہ اس کی بات کس پیرائے میں لی جائے گی کی فکر سے لاپروا ہو کر ہی بات کرتی تھی۔

"ایسا بھی نہیں ہے۔" زرعہ نے اس کا دوپٹا جماتے ہوئے اعتراض کیا۔ "ساریہ کیوٹ سی، معصوم سی ہے ظاہر ہے پہلی بار دلہن بنی ہے، مطلب اتنا بھی سنوری ہے تو لگ بھی قیامت رہی ہے۔" اس کی بات پر ساریہ مسکرا دی۔

اس کی ساری کزنز بے پناہ حسن کی مالک تھیں۔ کم صورت وہ اور شازیہ بھی نہیں تھیں لیکن ان سب کے مقابلے میں وہ پیچھے تھیں۔ ان کے نین نقوش سے ملتے ماں سے زیادہ باپ کی طرف سے تھے۔

"تم یوں پیر موڑو۔" عملیزہ نے اس کی ٹانگ پر ہاتھ رکھ کے کہا تاکہ لہنگا پھیلا سکیں۔ ان سب میں وہ سب سے سنجیدہ تھی۔

"یار!" ماریہ ان سے پیچھے کھڑی تھی۔

"یہ سب اتنا اولڈ فیشن ہے اور تم لوگ ابھی میں الجھی ہو، اب تو دولہا دلہن کو ساتھ انٹری مارنی چاہیے اپنے کمرے میں۔"

"میڈم! پہلے تو یہ ارینج میرج ہے، دوسرے ہماری ممانی جان کے ہوتے 'ایسی بے حیائی' کا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔" زرعہ نے 'بے حیائی' کہتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اس کے آگے پیچھے کوٹ لگائے تھے۔

"خیر ممانی جان ایسی بھی کنزرویٹو نہیں ہیں۔"

"اب چلو۔" جویریہ نے کہا۔

"صائب بھائی کے آنے سے پہلے اسے ذرا سکھ کا سانس لینے دو، اس کے بعد تو۔" وہ چپ ہوئی اور باقی سب ہی ہی کرنے لگیں۔

"دروازے پر آہٹ ہو تو یہ گھونگھٹ گرا لینا۔" زرعہ نے اس کا دوپٹا سلیقے سے سر پر رکھا۔

"آل وابیسٹ۔" اس نے شرارت سے کہا۔

"گھونگھٹ ڈال ہی دو۔" جویریہ نے دوپٹا اس کے چہرے پر گرا دیا۔

"جس بے تابی سے وہ اسے گھور رہے تھے، مجھے لگتا ہے دروازے پر ہمارے باہر نکلنے کا ویٹ ہی کر رہے ہوں گے۔" اس بار ان سب کا مشترکہ پرشور تھا۔

"چلو پھر، سب نکلتے ہیں۔" عملیزہ نے کہا اور سب کو سمیٹ کر جیسے باہر لے گئی۔ وہ کچھ دیر یوں سانس روکے بیٹھی رہی مانو واقعی وہ دروازے کی اوٹ سے نکل کر فوراً کمرے میں آ جائے گا۔ کچھ دیر بعد خود ہی اپنی کیفیت پر اسے ہنسی آ گئی۔

اس نے سر اٹھا کے کمرے کا جائزہ لیا۔ صائب کی شخصیت کی طرح اس کا کمرہ بھی دلکش تھا۔ وہ شاد ہی اس کے کمرے میں آتی تھی۔ کمرے کی سجاوٹ میں بھی دھیما پن اور معیار تھا جو اپنے خاص اور یکتا ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔ سامنے قد آدم شیشے کو دیکھتے ہوئے اس کے اندر خود کا جائزہ لینے کی خواہش مچلی۔

"کیا پتا کچھ کمی رہ گئی ہو۔" وہ صائب کے سامنے کسی 'کمی' کے ساتھ پیش نہیں ہونا چاہتی تھی۔ حالاں کہ ذرا دیر قبل وہ اس کی تعریفیں اور تیاریاں کروا کے گئی تھیں لیکن اس کی تسلی نہیں ہوئی تھی۔

اس نے چہرے پر پڑا جالی دار گھونگھٹ اٹھایا اور وزنی لہنگا سنبھالتے ہوئے نیچے اتری۔ دونوں ہاتھ سے لہنگا فرش سے اونچا اٹھانے کی کوشش کرتی وہ آئینے کے سامنے آئی۔ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر وہ خود حیران رہ گئی۔

"جویریہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔" اس نے بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اس قدر حسین لگے گی۔ ماہر ہاتھوں اور مہنگے لوازمات کے ساتھ اس کے دنیا کی حسین ترین دلہن لگنے کی خواہش اور صائب کی چاہ تھی جو اس

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

وقت نور اور روپ کی صورت اس پر سایہ فگن تھی۔ اپنا جائزہ لیتے ہوئے پیچھے بچی سیج آئینے میں نظر آئی تو یکا یک خیال آیا۔

"اُفف! اب وہاں اسی پوزیشن میں کیسے بیٹھوں گی؟" ان سب نے اس کا لہنگا اور دوپٹا جس سلیقے سے پھیلا کر وہاں بٹھایا تھا، وہ خود اکیلی یہ نہیں کر سکتی تھی۔ سب کچھ 'پرفیکٹ' ہو اس چکر میں پہلا سامنا ہی اس نے گڑبڑ کر دیا۔

"زرعہ کو فون کر کے بلا لوں؟" اس نے پیچھے مڑ کے لمبی چوڑی مسہری کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ جہاں ساتھ والی میز پر اس کا فون رکھا تھا۔ تبھی دروازہ کھول کے صائب اندر آیا۔ دونوں نے ٹھٹک کے ایک دوسرے کو دیکھا، صائب اگلے ہی پل دلکشی سے مسکرایا اور سارہ یہ مارے گھبراہٹ کے دوبارہ آئینے کی سمت مڑ گئی۔ اپنے پیچھے دروازہ بند کرتے ہوئے وہ بھی آئینے کے سامنے اس کے پیچھے یوں کھڑا ہوا کہ سارہ یہ کے بائیں شانے کو اس کا دایاں کاندھا چھو رہا تھا۔

"تمہیں آئینے سے توثیق کی ضرورت کبھی نہ ہو اگر۔۔" وہ سامنے اسے دیکھ رہا تھا جو نگاہیں جھکائے تھی۔

"تم خود کو میری نظروں سے دیکھو!" صائب نے اس کا چہرہ اونچا کیا۔ سارہ یہ نے جھجکتے ہوئے آنکھیں اٹھائیں۔ ان دونوں کے عکس ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"تم ہمیشہ ہر حال میں مجھے اچھی لگتی ہو۔" اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انگریزی میں کہا اور سارہ یہ نے شرمیلے سے تبسم کے ساتھ پھر سر جھکا لیا۔ صائب سامنے آیا اور اس کا رخ اپنی سمت کیا۔

"مجھے آج تم سے اتنی باتیں کہنی اور سننی ہیں کہ باہر سب پر بہت غصہ آ رہا تھا، پہلے تو صبح سے شام کر دی اور اب بھی کوئی گھڑی کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ نکاح کے بعد یہ مہمان اور کھانا اور رسمیں بڑی ہی فضول ہیں۔۔ ان سب میں دولہا دلہن کا کیا کام، انہیں تو فارغ کر دینا چاہیے۔" صائب نے اس کے دونوں ہاتھ تھام رکھے تھے۔

"اب بھی فاران سے کہنا پڑا کہ تم کہہ رہے ہو یا میں خود اٹھ کر اعلان کروں کہ مجھے۔۔" اس کا فقرہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ اسے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ وہ رک گیا۔ اس کی خاموشی پر سارہ یہ نے ہنسی روک کے اسے دیکھا۔ صبح والی ملاقات کا اثر تھا کہ اس وقت ویسی گھبراہٹ اور جھجک نہیں تھی۔

"تم بتاؤ، اتنی خوش کیوں ہو؟" اس نے ملکے سے اس کے ہاتھوں کو اپنی طرف کھینچا۔ اس کے لہجے اور چہرے پر شرارت تھی۔

"بتاؤ۔" وہ جانتی تھی جواب میں وہ 'پتا نہیں' کی توقع کر رہا ہوگا۔

"میں تو ہمیشہ ہی خوش رہتی ہوں۔" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔ اپنے اعتماد پر وہ خود حیران تھی۔

"یعنی آج بھی ہمیشہ والی بات ہے، کوئی خاص نہیں؟"

"آپ مجھے میری نظروں سے دیکھیں تو آج کی خوشی میں کیا خاص ہے پتا چلے۔" اس کی نگاہیں صائب اور اپنے ہاتھوں پر جمی تھیں۔ صائب دھیرے سے ہنس پڑا۔

"مسز سارہ یہ صائب بنتے ہی کوئی سمجھ دار ہو گیا ہے۔" وہ شرما گئی۔

وہ کچھ کہنے جا رہا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔

"کون گدھا ہے اس وقت؟" وہ بری طرح بے مزہ ہوا۔ پاور آف کرنے کے ارادے سے سارہ یہ کا ایک ہاتھ چھوڑ کے اس نے جیب سے فون نکالا تاہم وہاں جگمگا رہا نام دیکھ کر اسے کال ریسیو کرنا پڑی۔

"ہیلو۔ جی۔ ابھی؟۔ اوکے۔" اس نے فون واپس جیب میں رکھا اور گہری اور طویل نگاہ سے اسے دیکھا۔

"یہ مناسب تو نہیں لیکن پلیز کچھ دیر ویٹ کرو،

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

میں بس ابھی گیا اور ابھی آیا۔'' اس غیر متوقع بات پر وہ سب بھول کے اسے دیکھنے لگی۔ صائب نے اس کا تھاما ہاتھ اوپر اٹھا کر چوما۔

''بس پانچ منٹ پھر تم ہو اور میں ہوں۔'' اس کے لمس سی تپش لہجے میں بھی تھی۔ اس کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ دے کر اس نے چھوڑ دیا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند کرنے سے پہلے وہ مسکرایا تو وہ بھی جواباً مسکرائی تھی۔

☆☆☆

بے آرامی کے احساس سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔ حواسوں میں لوٹتے ہی وہ ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھی۔ اس عمل میں اکڑی پیٹھ اور کمر کے ساتھ ساتھ اس کے زیورات اور کپڑوں نے بھی احتجاج بلند کیا تھا۔

اسے یاد آیا وہ صائب کا انتظار کرتے ہوئے مسہری کی پشت سے ٹک کر سو گئی تھی۔ اب بھی کمرے میں صائب موجود نہیں تھا جب کہ پردوں کے پیچھے سے باہر پھیلا اجالا کمرے میں بھی دن کا اعلان کر رہا تھا۔ جب سیکنڈ سیکنڈ اور منٹ منٹ سر کتا وقت گھنٹے میں تبدیل ہوا تو اس نے رات اسے فون بھی کیا تھا اور صائب کا فون بند آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد جب وہ کمرے سے نکل کر باہر جانے کا سوچ رہی تھی تو فون میں صائب کے پیغام پر اس کی نظر پڑی۔

''میرا انتظار مت کرنا، سو جاؤ۔''

انگریزی کے یہ چند الفاظ جتنے واضح تھے، اتنا ہی ایسے الجھا گئے۔ وہ کتنی دیر بے یقین سی بیٹھی فون کو گھورتی رہی تھی۔ کس کے پاس جائے، کس سے کہے؟ فکر، اندیشے، بے یقینی، تکلیف اور سبکی کے احساس میں گھری جانے کب بشریٰ تقاضے کے تحت وہ سو گئی۔

اس نے دوپٹا کھینچ کے خود سے دور کر کے پلنگ پر ڈالا اور کھڑی ہو گئی۔

''اللہ جانے کیا ایمرجنسی آ گئی تھی، میں بھی پاگل ہوں، ذرا نہیں سوچا، کہیں کسی کی طبیعت نہ خراب ہوئی ہو۔ اللہ کرے سب خیر ہو۔''

کل رات والے خیالات جو سارے دکھ اور بے یقینی میں ملفوف تھے، کہیں غائب تھے اور اب وہ منطقی جواز سوچ رہی تھی۔ تب کمرے میں فون کی آواز گونجی۔ وہ چونک کے پلٹی۔ دروازے کے پاس کنسول میز پر رکھے فون کی مخصوص آواز صائب کے فون کی تھی۔ تبھی وہ پچھلی بالکنی سے اندر داخل ہوا اور فون اٹھایا۔

''ہیلو۔ نہیں۔'' اس نے آواز دانستہ سست رکھی تھی۔

''سارہ یہ بھی سو رہی ہے۔'' وہ اس کے سامنے کھڑی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

''ہاں۔ یس ڈونٹ ڈسٹرب اس!'' فون جیب میں ڈالتا ہوا وہ آگے آیا۔ اس سے ذرا فاصلے پر رک کے آرائشی میز کی دراز کھول کے ایک ڈبہ نکال کے اوپر رکھ دیا۔

''یہ تمہارے لیے ہے۔'' اس بے تاثر آواز اور سپاٹ چہرے میں کہیں گزشتہ شب والا صائب نہیں تھا۔ وہ پھر بالکنی میں جانے لگا تھا، وہ ہوش میں آئی۔

''صائب!'' اس نے دوڑ کے پیچھے سے اس کا بازو پکڑ کے روکا۔ صائب نے بازو کو حرکت دے کر اس کی گرفت سے چھڑایا۔ سارہ کو رونا آ گیا۔

''تم چینج کر کے ریڈی ہو جاؤ تو ساتھ باہر چلتے ہیں۔'' وہ ہی جذبات اور احساس سے عاری آواز۔

''ہوا کیا ہے صائب؟'' وہ تیزی سے اس کے سامنے آئی۔ خالی گلا، خالی کان، دوپٹے سے بے نیاز لیکن کل رات کے بعد سب سے بڑی تبدیلی اس کا ستا چہرہ اور بجھی آنکھیں تھیں۔ صائب کو آگے منتظر مشکل اور آزمائش کا ادراک ہوا۔

''کچھ نہیں۔'' وہ اسے ہاتھ سے ایک طرف کرتا بالکونی میں چلا گیا۔ پیچھے اس نے دروازہ بند کر لیا تھا۔

وہ بے جان ہوتے جسم کے ساتھ بمشکل مسہری تک پہنچی اور ڈھے گئی۔

Urdu Novels Section
URDU NOVELS MAGAZINE
Scanned with CamScanner

اس وقت وہ کل رات کس کا فون تھا، ایسی کیا بات ہوئی، صائب کیوں بدل گیا۔ ایسا کچھ نہیں سوچ رہی تھی۔ اسے بس رونا آئے جارہا تھا۔

"سب کچھ تو ٹھیک تھا۔ اتنا اچانک ایسا کیا ہوگیا؟" ایک ہی سوال تھا اور دکھی دل کے آگے ذہن مفلوج تھا۔

جب وہ دونوں ساتھ باہر آئے تو نئے نویلے دولہا دلہن تھے۔ اس کی سوجی آنکھوں کا الزام رت جگے کے نام ہوا اور کچھ صائب کے ہنسی مذاق نے بھرم رکھ لیا۔

شازیہ شام میں آنے والی تھی۔ گھر مہمانوں سے بھرا تھا۔ وہ خالہ جان کو سلام کرنے ان کے کمرے میں گئی تو وہاں موجود مختلف آنٹیوں نے اسے بڑی دیر بٹھائے رکھا۔ بڑی مشکل سے اس نے زرعہ کو میسج کیا اور وہ اس کو لینے آئی۔

☆☆☆

آج شازیہ کا ولیمہ تھا، گھر میں تیاریوں اور مہمانوں کی افراتفری تھی۔ کچھ مہمان بڑی دور سے اور بڑی مدت بعد آئے تھے اس لیے ان کی خاص مدارت ہو رہی تھی۔ خالہ جان اپنی مہمان نوازی کے لیے بھی دور دور تک مشہور تھیں۔

یوں شام ہوئی کہ پتا ہی نہیں چلا اور ایک بار پھر شازیہ کے ولیمے میں شرکت کے لیے اس کی تیاری شروع ہوگئی۔ اسے نہ صائب دکھائی دیا نہ اس سے بات کرنے کا موقع ملا۔

ولیمے کے لیے جاتے ہوئے بھی ان کے ساتھ کار میں قاران اور زرعہ تھے۔ جن کے ساتھ وہ یوں ہنسی مذاق کر رہا تھا جیسے گزشتہ شب معمول کے مطابق گزری ہو۔ اس کا جھکا سر اور ضبط سے سرخ ہوتا چہرہ کچھ میک اپ نے چھپالیا اور دوسرے ارینج میرج کی روایتی شرمیلی دلہن نے بھرم رکھ لیا۔

ولیمے میں اس کے ددھیال سے کوئی مدعو نہیں تھا۔ وہاں سے واپسی پر بہت دیر ہوگئی تھی وہ خود تھکن سے چور تھی۔ تیار ہو کے مسکرا مسکرا کے سب سے منہ

اور ایک جگہ بیٹھے رہنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ وہ جو پورا دن، رات کا انتظار کر رہی تھی کہ صائب سے اس عجیب، پر اذیت اور کسی قدر ذلت کا احساس کرانے والے رویے اور صورت حال کی وجہ جان کر رہے گی، خود ہی کپڑے بدلتے سے بستر پر گر گئی۔ صائب جان بوجھ کر دیر سے کمرے میں پہنچا تو وہ گہری نیند سو چکی تھی۔

☆☆☆

اگلی صبح وہ صائب سے پہلے ہی اٹھ کر نیچے آگئی جہاں مہمانوں سمیت سارا گھر زرعہ کی دل جوئی میں لگا تھا اور وہ رو رو کے نڈھال ہوگئی تھی۔ شادی کے ہنگاموں میں اس کی بلیاں ملازموں کے سپرد تھیں، وہ توجہ نہیں دے سکی تھی اور وہی زخمی بلی کا بچہ چند گھنٹے کی بیماری کے بعد فوت ہوگیا تھا۔ حسب دستور لان کے پچھلے حصے میں اس کی تدفین ہوئی تھی اور تب سے سوگ جاری تھا۔ دوپہر تک وہ کسی طرح سنبھلی تھی۔

شام کی فلائٹ سے شازیہ اور داراب ہنی مون کے لیے ترکی جا رہے تھے اس سے پہلے وہ داراب کے ہمراہ ان سے ملنے آئی تھی۔ ذرا دیر کو وہ سب کھینچ کر اسے کمرے میں لائیں کہ اس سے راز اگلوائے جائیں، چھیڑا جائے جو مہمانوں اور بڑوں کے سامنے مشکل تھا لیکن شازیہ کمرے میں آتے ہی بری طرح رونے لگی۔

"اررر۔ یہ کیا۔؟ کیا ہوا؟" بھابھی نے اسے گلے لگایا تو وہ اور شدت سے رونے لگی۔

"شازیہ آپی آپ رونا بند کریں ورنہ میں داراب بھائی کو بلا کر لاتی ہوں۔" جویریہ کی دھمکی کارگر تھی۔

"وہاں داراب کے ممی پاپا کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا۔" شازیہ نے چہرہ پونچھا۔

"اس لیے بھی تم سب کی بہت یاد آتی ہے۔ اب پھر تم سب کو چھوڑ کے جانے کا خیال مجھے اتنا رلا گیا۔"

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

"ارے ابھی کتنے دن ہوئے ہیں۔؟ تم تو چند گھنٹوں میں اکیلی ہوگئیں۔" بھابھی نے اچنبھے سے پوچھا۔ "ابھی تو مہمان ہی موجود ہوں گے۔"

"وہی ناں بھابھی۔" شازیہ نے ٹشو سے ناک رگڑی۔

"مجھے ابھی سے اس وقت کا سوچ کے گھبراہٹ ہورہی ہے جب سب چلے جائیں گے۔"

"آآں!" وہ سب ایک ساتھ شازیہ سے لپٹ گئیں۔

"یار، زیادہ دور تو نہیں تمہارا سسرال، فون کر کے بلالیا کرو۔" ظلیرہ نے مشورہ دیا۔

"ابھی نئی نئی بہو ہوں ناں۔" شازیہ نے ہلکی سی ناک چڑھائی۔ "کچھ پرانی ہو جاؤں پھر یہ ہی کروں گی۔"

"اس معاملے میں ہماری ساریہ لکی ہے۔" زرعہ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ پھیلایا تو وہ مسکرادی۔

شازیہ تو کچھ وقت ٹھہر کر چلی گئی لیکن تب سے وہ ایک نئی سوچ میں ڈوبی تھی۔ اس کی شادی کا تیسرا دن تھا اور اسے آج پتا چلا تھا کہ اپنے دکھ اور تکلیف پر سب کے سامنے رونا کیسی عیاشی ہے لیکن اس عیاشی سے پہلے اپنا آپ عیاں کرنے کا حوصلہ اور نیت ضروری تھی۔ اپنا سچ، اپنے دکھ کی وجہ سب سے بانٹنا لازمی تھا۔ جیسے زرعہ اور شازیہ نے کیا تھا۔ کس آزادی سے اپنے دل کی بات کہہ کر رو رہی تھیں۔

وہ کم حوصلہ نہ تھی بلکہ یہ اس کا انتخاب تھا کہ خود کو کس حد تک عیاں کرنا ہے۔ محبت کی پہلی دستک پر نہ زندگی میں محبت کے داخلے پر نہ اب اس المیہ پر۔ ایک سچ یہ بھی تھا کہ اس کے ساتھ جو ہو رہا تھا وہ تنہا سنبھالا نہیں جا رہا تھا۔

"میں صائب کے ساتھ ناشتا کروں گی۔" وہ سب کے ساتھ ناشتہ کرنے میز پر بیٹھی تھی کہ اچانک کھڑی ہوگئی۔

"اوہو۔" زرعہ نے آنکھیں نچائیں۔

"ساتھ لے جاؤ کمرے میں ہی۔" جویریہ نے مشورہ دیا۔

"وہ سو رہے تھے، میں دیکھوں، جاگے ہیں یا نہیں۔" وہ مسکراتی زینے کی طرف بڑھی۔

کمرے میں پہنچنے تک دل، دکھ، ضبط سب نقطہ عروج پار کر چکے تھے۔ اس کے دھڑ سے دروازہ کھولنے پر تولیے سے بال خشک کر رہا صائب جھٹکے سے پیچھے مڑا۔ وہ بھری آنکھوں اور سرخ چہرے کے ساتھ اس کے سامنے آ کر رک گئی۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے تولیہ قریبی کرسی پر رکھا اور زبان سے پھسلی اس کچی تشویش پر پچھتایا بھی۔ ابھی ابھی اس نے دل کو ڈانٹ ڈپٹ کے یہ طے کیا تھا کہ جب تک خود اس معاملے کو سمجھ نہیں لیتا ساریہ کے ساتھ برتاؤ ایسا روکھا ہی رکھے گا۔

"نہیں۔" اس کے دوٹوک جواب نے پچھتاوے کو بڑھا دیا۔ دونوں چند پل یونہی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر اس سے پہلے کہ وہ نظر ہٹاتا ساریہ نے کہا۔

"مجھے نہیں پتا، وہ کون سا لمحہ تھا، کون سی بات تھی جب میرے احساسات آپ کے لیے خاص ہوگئے، اتنے خاص کہ پھر اس سے اہم کچھ رہا ہی نہیں۔ جب ہمارے رشتے کی بات چلی تو سب حیران تھے، سب کا خیال تھا ہمارا کپل بڑا مس میچ ہے۔ مجھ میں وہ اعتماد یا کوالٹیز نہیں جو آپ کی پارٹنر میں ہونا چاہئیں اس لیے مجھے اور آپ کو بھی خالہ جان کے پریشر میں آنے کی بجائے انکار کر دینا چاہیے۔"

صائب کو اس چھوٹی موٹی شرمیلی اور تواتر سے ایسے ہی، کچھ نہیں جواب دینے والی ساریہ سے اتنی واضح اور شفاف گفتگو کی توقع نہیں تھی لہٰذا حیرانی اور ہلکی سی ستائش اس کے چہرے اور آنکھوں سے ظاہر تھی۔

"پھر مجھے پتا چلا، یہ خالہ جان کا فیصلہ نہیں بلکہ آپ کی فرمائش تھی اور یقین کریں۔۔" وہ بھری آنکھوں کے ساتھ مسکرائی۔

UrduNovelsJunction
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

''میں ساتویں آسمان پر پہنچ گئی تھی۔ سب کے لیے ہم مس میچ کپل تھے لیکن یہ جاننے کے بعد بھی کہ شادی آپ کی خواہش پر ہو رہی ہے، میرے اندر یہ تمنا نہیں جاگی کہ دنیا میں اعلان کر کے اتراؤں، انھیں بتاؤں، دکھاؤں کہ وہ کتنے غلط ہیں اور میں کتنی خاص اور خوش قسمت اور اب بھی۔'' وہ ایک قدم آگے آئی۔

''مجھے محبت کا دکھ، رد کیے جانے کا غم کسی سے نہیں کہنا، میرے راز دار آپ ہیں اور ہم اپنے دکھ کا رونا ان ہی کے آگے روتے ہیں جو دکھ کی وجہ جانتے ہو، جنھیں ہم وجہ بتا سکتے ہوں۔'' حلق میں پھندا اٹکا اور آواز مر گئی۔ صائب دم سادھے اسے سن رہا تھا۔

''اس وقت میرا دل ٹوٹا ہے، میں اداس ہوں، مایوس ہوں، دکھی ہوں بہت۔ میرے خوشیوں اور دکھوں کے سارے فیصلے آپ نے کیے ہیں تو اب سنبھالیں بھی مجھے، میرا ہاتھ تھامنے سے پہلے ہی جھٹک دیا ہے تو اب میرے آنسو بھی پونچھیے، اس کے لہجے میں ضد تھی اور مان بھی۔ پہلا موقع تھا کہ کسی کی باتیں سن کر اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں لیکن اسے احساس نہیں تھا۔ ساری حساسیت سامنے آنسو بہا رہی لڑکی سے مربوط ہو گئی تھی۔

''میں نے اپنے دکھ سکھ کا ساتھی آپ کو چنا ہے تو اب آپ مجھے یوں تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ لمبے انتظار کے بعد بجے مجھے کیک سے مبارک باد قبول کرنے والی کو شوہر مکمل ذمہ دار چاہیے، جو کامل تسلی و تشفی دے کہ میں نے جو کھویا ہے وہ آدھا ادھورا یا بچا کچا نہیں تھا، وہ۔'' گلے میں پڑے پھندے نے لفظوں کو وہیں پھانسی دے دی۔

صائب نے آگے بڑھ کے اس کا سر اپنے کاندھے سے لگایا۔ وہ جو بے آواز آنسو بہا رہی تھی، زور و شور سے رونے لگی۔

وہ اس کی امید سے زیادہ بہادر ثابت ہوئی تھی۔ اسے تو یہ خوف لاحق ہوا تھا کہ اس کے رویے پر وہ رو رو کر بے حال ہو جائے گی اور ان کے بیچ کا سرد تناؤ سب سے چھپانا بھی مشکل ہوگا لیکن اس نے اسے حیران کر دیا تھا۔ کسی کو نہ ان کی محبت کی خبر تھی نہ اب اس پیش قدمی کا پتا تھا، سوائے دو افراد کے!

جانے کتنی دیر بعد اس نے ساریہ کو پکڑ کے سامنے کیا۔ اس کا حکم مانتے ہوئے اس نے گالوں پر محو خرام آنسوؤں کو راستے میں ہی روک دیا۔

''میں اسے اپنے رویے کی وجہ بتا کیوں نہیں دیتا؟'' جب سے وہ رو رہی تھی وہ یہ ہی سوچ رہا تھا۔ اسے احساس ہوا اس کا طریقہ، رویہ غلط تھا، وہ معصوم اور شرمیلی ہونے کے ساتھ اس کے اندازے کے برخلاف بہادر اور سمجھ دار ثابت ہوئی تھی۔

''سوری۔'' اس نے اسے قریبی کرسی پر بٹھایا اور آرائشی میز کے کنارے ٹک گیا۔

''آپ کی میرے لیے محبت ختم ہو گئی ہے؟'' اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔

''نہیں۔'' اس نے دھیمی آواز میں پورے یقین سے کہا۔

''کیا آپ میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتے؟''

''میں ساری عمر تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑے تھی، صائب نے انگلیوں کو حرکت دے کر اپنا ہاتھ چھڑا کے اس کی ہتھیلی اپنی گرفت میں لی۔

''تو آپ کیوں مجھے خود سے دور کر رہے ہیں؟'' وہ روہانسی ہوئی۔

''یہ اس لیے کہ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔'' صائب مسکرایا تھا اور وہ رونے لگی۔ یہ کیسی کشمکش تھی۔

''آپ مجھے کھونا نہیں چاہتے، اس لیے مجھ سے دور ہیں۔؟'' صائب نے سر ہلایا۔

''کیا مجھے اس پر خوش ہونا چاہیے؟'' اس نے صائب کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ لاجواب ہو گیا۔

''پتا نہیں۔'' اس نے مسکرا کے ماحول بدلنے کی خاطر کہا۔

''سچ کہہ رہی ہوں مجھے اس وقت ایسے ہی اور

پتا نہیں بالکل نہیں سنتا۔" اس کا لہجہ تنبیہی تھا۔ وہ بڑی بدلی بدلی سی سارہ یہ تھی۔ جو اس کے لیے اہم اور عزیز تھا وہ اسے اتنی آسانی سے ہاتھ سے کیسے جانے دیتی۔ اپنی چیز کے لیے وہ جی جان لگانے کی قائل تھی۔

"سارہ یہ!" اس نے نرمی اور رسان سے کہا۔

"تم سے شادی کی خواہش کا اظہار میں نے اس لیے کیا تھا کہ مجھے تم، تمہارا ساتھ ساری عمر کے لیے چاہیے تھا اور یہ سچ کبھی نہیں بدلے گا۔ مما نے کہا بھی کہ اتنی جلد بازی نہ کروں کیوں کہ دو ہی اولادیں ہیں ان کی اس میں بھی یہ آخری شادی تھی تو وہ بہت گرینڈ کرنا چاہتی ہیں لیکن میں نے انھیں منالیا کہ مجھے گرینڈ نہیں ابھی شادی کرنی ہے اور اس وقت مجھے لگا تھا، مما بھی میری محبت اور جذبات جان گئی تھیں، اس لیے مان گئی تھیں۔"

"پھر ایسا کیا ہوا، بتائیں ناں!" اس کا انداز التجائیہ تھا۔

"کس کا فون تھا، کس سے ملے تھے آپ، کیا بات ہوئی ایسی کہ۔"

صائب نے ایک گہری سانس لی۔

"وہ کال مما کی تھی۔"

☆☆☆

وہ تیزی سے چلتا ان کے کمرے تک پہنچا تھا۔ پہلی بار عجلت میں وہ دستک دیے بنا ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ وہ اپنی مخصوص کرسی پر براجمان تھیں۔ اس نے اپنی مسرت میں ان کے چہرے اور نشست کے انداز پر غور ہی نہیں کیا تھا جو دونوں اکڑے ہوئے تھے۔

"سب خیر ہے مما؟ مجھے اس وقت کیوں بلایا؟"

"اسے جلدی جلدی بات ختم کر کے واپس جانا تھا۔

"فاران اور وقاص آج یہیں ہیں، کوئی کام ہے تو ان کو کہیں۔" انھوں نے اس کی بات نظر انداز کر دی۔

"تمھیں ہماری فراست پر کتنا بھروسا ہے؟"

ان کی بے لچک آواز میں یہ عجیب سوال سن کر وہ پہلی بار ٹھٹکا۔

"بات کیا ہے مما؟" وہ آہستہ آہستہ چلتا ان کے قریب آیا۔

"ہم نے تمہارے ایک بار کہنے پر ایک لمحہ بھی نہ سوچا اور فوراً شادی کر دی کہ ہمارے لیے بچوں کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں لیکن۔" انھوں نے رک کر گردن اونچی کی۔

"ہمیں اپنا خاندان، وقار اور عزت سب سے زیادہ عزیز ہے۔ ہم اس پر سمجھوتا نہیں کرتے اور دھوکا تو ہمیں قطعی برداشت نہیں۔"

"یہ سب تو میرے لیے بھی سچ ہے لیکن۔"

"تو پھر کسی لیکن اور اگر مگر کے بنا اس شادی کو ابھی اور اسی وقت ختم سمجھو۔"

اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

"مما!" بے یقینی اور حیرت کے بارے وہ الفاظ ترتیب نہیں دے پایا۔

"ہم اس وقت مہمانوں سے بھرے گھر میں کوئی تماشا نہیں چاہتے، نہ ہم اس بات کی تشہیر کر سکتے ہیں کہ ہمیں ہمارے گھر میں دھوکا دیا گیا ہے، اس لیے فوراً اپنے فیصلے پر عمل نہیں کریں گے۔"

"کک۔۔ کون سا فیصلہ؟" اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی سنسنی دوڑ گئی۔

"وہ لڑکی ہمیں قبول نہیں، اس گھر میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔"

"یہ بات آپ اس وقت کہہ رہی ہیں؟" سارہ یہ کے لیے 'لڑکی' پر ہی اسے حد درجہ ناگواری محسوس ہوئی۔

"ایسا کرنا تھا تو شادی کیوں کی؟" ایک دم اسے غصہ آیا۔

"کیونکہ ہم بھول گئے تھے کہ اس کی رگوں میں اس کم ذات کا خون بھی ہے، جس میں کوئی اعلا صفت، کوئی خوبی ہو ہی نہیں سکتی۔" وہ ماں کا یہ زہر خند لہجہ پہلی بار سن رہا تھا۔

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

''اور یہ آپ کو اس وقت یاد کیسے آیا؟ یا کسی نے یاد دلایا؟'' سامنے کوئی اور ہوتا تو اس کے لہجے میں مقابل کی اکسچیر نے والی تیزی ہوتی۔

''اسی بدبخت نے یاد دلایا ہے اور تم ہم سے بحث کر رہے ہو؟'' انہوں نے پہلو بدلا۔

''مما!'' اس نے آگے آ کر ان کے قدموں میں بیٹھ کر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے۔ ''ایسا سوچنا بھی ظلم ہے، گناہ ہے۔''

''ابھی جو خاندانی وقار و عزت کے بارے میں تم نے کہا اسے ثابت کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔'' اس کی بات کاٹ کر انہوں نے بیٹے کے گال پر ہاتھ رکھا۔

''فیصلہ ہو چکا، وہ لڑکی اس گھر میں نہیں رہ سکتی۔''

''مما۔'' اسے ماں کے مزاج کا بخوبی اندازہ تھا۔ وہ شاذ ہی ایسی سخت اور ظالم ہوتی تھیں لیکن جب ہوتیں تو پھر انہیں روکنا ناممکن تھا۔

''چند گھنٹوں میں ایسا کیا ہو گیا کہ آپ مجھے، میری خوشی، میری چاہت سب مکمل نظر انداز کر رہی ہیں؟''

''تمہاری ماں کے لیے خاندان اور ہماری روایات ان سب سے اوپر ہیں۔''

''مما! ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، آپ مجھے بتائیں تو۔''

''ہماری انسلٹ نہ کرو یہ کہہ کر۔'' انہوں نے نخوت سے بیٹے کا ہاتھ گھٹنے سے جھٹک کے دور کیا۔

''ہماری گرلز اور ان کی فیملیز دو دن مزید یہاں ہیں، ہم ان کے جانے کے بعد وہ کریں گے جو ضروری ہے۔''

''مما پلیز۔'' اس کا انداز التجائیہ تھا۔

''میری خاطر مما۔ میری خاطر جو بھی ہوا ہے اسے درگزر کر دیں، بھول جائیں۔ سار یہ۔''

''ہمارے سامنے یہ نام نہ لو۔'' انہوں نے نفرت سے کہا۔

''ہمارے درگزر اور بھول جانے کی ہی سزا ہے یہ کہ خون اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ تربیت اور ماحول اس کا کچھ نہیں سنوار سکتے۔''

وہ کسی صورت یہ فیصلہ نہیں مان سکتا تھا تاہم اس وقت ماں سے بحث بھی لاحاصل تھی لیکن وہ انہیں سچ باور بھی کرانا چاہتا تھا۔

''مما وہ جو بھی تھی بھی ہے، مجھے قبول ہے، مجھے اس سے محبت ہے۔''

''ہمیں قبول نہیں، بات ختم۔ ہم نے شادی کی اجازت دی تھی، ہم اسے ختم کرنے کہہ رہے ہیں۔''

وہ پرخیال سی ٹھہر گئیں پھر کہنے لگیں۔

''یہ دو دن وہ تمہاری دسترس میں ہے اس کے بعد اس کی زندگی ہمارے ہاتھ میں ہوگی، تمہارا اس پر کوئی حق ہوگا نہ اختیار۔'' انہیں جیسے اس پر رحم آیا تھا اور انہوں نے اسے رعایت دے ڈالی جو صائب کو کوڑے کی طرح لگی تھی۔ اس کے جذبات ایسے سستے تھے نہ وہ ایسا انسان کا غلام تھا۔

وہ ناراض سا کھڑا ہو گیا۔

''ہم دو دن بعد ہی بات کریں گے مما۔'' وہ مضبوط لہجے میں کہتا کمرے سے نکل گیا۔

''اونہہ!'' انہوں نے نفرت سے گردن کو جھٹکا دیا۔

''بدذات!''

وہ فوراً واپس کمرے میں کیسے جاتا، سب کی نظروں سے بچتا وہ چھت پر چلا گیا۔ ''دو دن بعد کیا ہوگا سے بڑا سوال اس وقت یہ تھا کہ وہ سار یہ سے کیا کہے گا۔ جو وہ ماں سے سن کے آیا تھا وہ کہہ کر اس کا دل توڑنا ناممکن تھا اور دو دن بعد کیا ہوگا یہ اسے خود معلوم نہیں تھا۔ وہ جتنا بھی مضبوط، بااختیار اور قوی قوتِ ارادی کا مالک تھا۔ گھر کی چار دیواری میں حاکم سطوت جہاں تھیں۔ ایک پتا بھی یہاں ان کی مرضی کے بنا ہل نہیں سکتا تھا۔

رات کے آخری پہر جب وہ کمرے میں آیا تو وہ اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔ اسے خود پر

Scanned with CamScanner

بہت غصہ آرہا تھا لیکن بے بسی بھی حد سے سوا تھی۔ وہ دلہن بنی ساری رات اس کی راہ دیکھتی رہی تھی اور وہ اپنی دلہن کا سامنا کرنے سے کتراتا رہا تھا۔ جس بے صبری اور جلد بازی نے یہ شب مقدر کی تھی، اب وہ مفقود تھی۔ اس کی جگہ اندیشے تھے، خوف تھا اور دکھ تھا اسے تکلیف دینے کا اسے اس مشکل میں ڈالنے کا۔

☆☆☆

وہ منہ کھولے بے یقینی سے اسے تک رہی تھی۔ وہ فوری طور پر کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

"اس کے بعد مجھے موقع ہی نہیں ملا نہ وقت تھا کہ میں دوبارہ ان سے بات کرتا۔ آج مما کے کزنز جانے والے ہیں، وہ ہی ان کے خاص مہمان تھے، وہ ان ہی کے ساتھ تھیں تو اب ان سے ان کے غصے کی وجہ۔"

"یہ غصہ تو نہیں۔" صدمے سے اس کی آواز لرز رہی تھی۔ "یہ نفرت ہے۔"

حالاں کہ صائب نے ہو بہو ان کے جملے یا لفظ نہیں کہے تھے لیکن وہ پھر بھی تہہ تک پہنچ گئی تھی۔

"لیکن کیوں۔؟ مجھ سے ایسا کیا ہوا ہے؟" وہ رونے لگی۔

"خالہ جان ایسی تو نہیں ہیں کہ بلاوجہ اتنی بڑی بات کریں، ضرور مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے۔" اسے چند پلوں میں ہی یقین ہو گیا۔

"ہم محض اندازے ہی لگا سکتے ہیں، اچانک اس قدر شدید اور عجیب فیصلے کی وجہ وہ ہی بتا سکتی ہیں۔"

"یہ بات اسی وقت آکر مجھے کیوں نہیں بتائی؟" اچانک اسے خیال آیا۔

"ساریہ! میں شاک میں تھا اور بے حد کنفیوز بھی کہ کیا کرنا چاہیے۔" اس نے شرمندگی سے یونہی سر پر ہاتھ پھیرا۔

"اور جانے کیسے اس وقت یہ ہی مناسب لگا کہ تم سے سخت رویہ رکھوں تا کہ تم ڈر کے مارے مجھ سے کوئی سوال نہ کرو اور میں دو دن بعد مما سے بات کر کے اس قصے کا ہیپی اینڈ کروالوں۔" وہ لب سختی سے بند کیے اس کی بات سن رہی تھی۔ وہ اس سے کہہ نہیں سکا کہ اس رویے کی سب سے بڑی وجہ سطوت جہاں کے دو دن کی دسترس والے جملے تھے۔

"لیکن میرا اندازہ غلط ثابت ہوا، تم ڈرنے سہنے والی ہرگز نہیں۔" اس کے لہجے میں فخر تھا جیسے کسی بچے کی ستائش کر رہا ہو۔

"یہ تو مجھے بھی پتا نہیں تھا۔" اس نے دھیرے سے کہتے ہوئے سر جھکایا۔ "لیکن یہ ہمت بس آپ کے سامنے ہے۔" وہ کرسی سے اٹھ گئی۔

اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ ساریہ کو یاد آیا، وہ ناشتے کی میز سے اٹھ کے اسے بلانے آئی تھی۔ صائب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ کھڑی ہو گئی۔ صائب نے کھڑے ہوتے ہوئے دستک دینے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔ دروازہ کھول کر اندر آنے والا ملازم تھا۔

"بیگم صاحبہ نے آپ کو ان کے کمرے میں بلایا ہے۔"

صائب نے بس سر ہلایا۔ وہ چلا گیا۔ ساریہ کی ٹانگیں بے جان ہوئیں اور چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"فکر نہ کرو، کچھ نہیں ہوگا۔" صائب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"یہیں رکو۔" اس نے مسکرا کے اسے حوصلہ تھمایا اور خود اپنا دل سنبھالتا باہر نکل گیا۔

ساریہ، خالہ جان کے مزاج سے واقف تھی۔ عام طور پر وہ بھی سلجھی، سمجھ دار اور اپنوں کی فکر اور پرواہ کرنے والی تھیں۔ گھر والوں اور بچوں کی اکثر باتیں ان کے مزاج اور پسند کے مطابق نہ بھی ہوتیں تو وہ مان جاتی تھیں۔ بس ایک ہی معاملے میں وہ بے لچک تھیں اور وہ ان کا خاندانی وقار، عزت اور نام تھا۔ اس پر وہ کوئی سمجھوتا نہیں کرتی تھیں۔ ان دونوں کو ددھیال سے اپنے ساتھ لانے کی سب سے اہم وجہ بھی یہ ہی تھی۔ کسی سے انہوں نے سن لیا تھا کہ

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

"سید نفیس الحسن کی نواسیاں کیسے خاندان میں پل رہی ہیں جہاں تربیت کے لیے خاندانی روایتیں ہیں نہ اعلا اقدار نہ ان صفات والی شخصیتیں۔ اگر نفیس الحسن زندہ ہوتے تو شرم سے سر جھک جاتا ان کا۔"

یہ بات ان کے دل کو ایسی لگی کہ بہن کی وفات کے بعد، بھانجی کو پلٹ کر نہ دیکھنے والی خالہ انھیں اپنے گھر لے آئیں اور پھر انھیں اپنے گھر اور خاندان کا حصہ بنا کر ہی ان کی پرورش کی۔ یہ ان کے مزاج کے اس پہلو کی مثال تھی کہ جب وہ کوئی ارادہ، فیصلہ کر لیں تو مکمل دیانت داری سے اسے پورا کرتی اور نبھاتی ہیں اور اب ان کی یہ صفت ہی ان کے لیے قیامت تھی۔

اس میں اتنی بھی جان نہیں تھی کہ اپنی جگہ سے اٹھتی۔ وہ وہیں بیٹھی دعائیں کر رہی تھی کہ پھر دروازے پر دستک ہوئی اور اس کا دم حلق میں اٹک گیا۔ دوسری بار دستک ذرا تیز تھی۔

"آ آ آ۔ آجاؤ۔" اس نے بمشکل کہا۔ اس بار ملازمہ تھی۔

"آپ کو نیچے بلا رہے ہیں۔" اس نے بھاری ہو رہے سر کو کسی طرح جنبش دی۔ ملازمہ کے جانے کے بعد وہ جیسے تیسے کھڑی ہوئی۔ آئینے میں اپنی شکل دیکھی۔ اس کا لباس اور آرائش بالکل تین دن پرانی دلہن والی تھی مگر صورت۔ وہ سزائے موت کے ملزم جیسی ہو رہی تھی۔

"صائب پر بھروسا رکھو۔" اس نے جیسے خود کو یقین دلایا۔

وہ نیچے پہنچی تو خالہ جان کے مہمان جانے کے لیے تیار کھڑے تھے۔ ان کا سامان گاڑیوں میں رکھا جا چکا تھا۔ اسے ان سے ملنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ اس وقت اس پر خالہ جان کی ایسی دہشت سوار تھی کہ اس نے صائب کدھر ہے یہ بھی نہیں دیکھا۔ وہ سب اس سے مل کر باہر جانے لگے تو انھیں وداع کرنے باقی سب بھی ان کے ہمراہ لان میں چلے گئے۔ وہ اکیلی وہاں اگلے پلوں سے خوف زدہ کھڑی رہی۔

"مہمانوں کے جانے کے بعد اب کیا۔؟"

"ساریہ!" باہر سے تیزی سے اس کے پاس پہنچے صائب نے اسے پکارا تو وہ چونکی۔

"ریلیکس۔ مما بھی ان کے ساتھ گئی ہیں۔"

"کیا؟" اسے لگا اس نے غلط سنا۔

"کسی پرانی پراپرٹی کا میٹر ہے، صبح صبح فون آیا تھا کہ ان کے چاچا شدید بیمار ہیں ان کی زندگی میں سارے وارثوں کو دستخط کرنے ہیں تاکہ وہ پراپرٹی بیچی جا سکے اس لیے وہ سب چاچا کی طرف جا رہے ہیں۔" پچھلے چند منٹوں کا تناؤ ٹوٹتے ہی وہ بے ساختہ رونے لگی۔

"مجھے بھوک لگی ہے، چلو ناشتہ کرتے ہیں تم نے بھی نہیں کیا ہے۔" اس کے آنسو پونچھنے کے بعد وہ اس کا ہاتھ پکڑ کے میز تک لایا۔ اسے جیسے وقتی طور پر امید کا آکسیجن سلنڈر دے دیا گیا تھا۔ اس میں سکت اس کے ختم ہونے تک تھی۔

"تم دونوں کا کہیں جانے کا پلان نہیں ہے؟" وہ سب اندر آئیں تو وہ دونوں ناشتہ کر رہے تھے۔ بھابھی کے سوال پر وہ یوں بن گئی جیسے سنا ہی نہیں۔ انہوں نے اس کے سر کو گھورتے ہوئے سوالیہ آنکھیں صائب پر ٹکائیں۔

"اگر مجھے علم ہوتا مما شازیہ کے ساتھ میری بھی آناً فاناً شادی کر دیں گی وہ بھی ساریہ سے تو اس کا پاسپورٹ ضرور چیک کرتا۔" اس نے سرد آہ بھر کے کہا۔

"مطلب؟"

"ایکسپائرڈ پاسپورٹ پر کوئی اپنے ملک میں گھسنے نہیں دے گا۔" اس کا تاسف بھرا لہجہ معنوی درد سے پر تھا۔

"اوہو۔" وہ بھی اس کے افسوس میں شریک ہو گئیں۔

"تو اپنا ملک بھی اتنا برا نہیں۔" جویریہ نے کہا۔

"یقیناً بڑا خوبصورت ہے اور سارا گھوم کے

Scanned with CamScanner

دیکھا، تب ہی پتا چلا ہے۔"

"زریہ نے تو نہیں دیکھا ناں۔" زرعہ نے کہا۔

"مجھے باہر ہی جانا ہے۔" اس نے پاس بیٹھی زرعہ کی آستین کھینچ کے اسے متوجہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ وہ ان کے بیچ پھنسے صائب کی مدد کر رہی تھی۔

"لو جی بحث ہی ختم۔" اس کی بات سن چکی علیزہ ہاتھ جھاڑتے ہوئے اونچی آواز میں بولی۔

"ہماری دلہن ہی آؤٹ آف کنٹری جانا چاہتی ہے۔" وہ جھینپ گئی۔

"ویسے آپ سب اجازت دیں تو ہم آج اس شہر کی ہی گرد چھان لیں۔"

"لے جاؤ بھئی یہ تو مکمل تمہاری چیز ہے ہم کون اسے روکنے اور چھیننے والے!" علیزہ نے کہنے کے ساتھ ہی اسے دھکا دے کر اٹھایا۔ اس کے مذاق پر وہ سب ہنسنے لگیں۔

وہ پہلی بار اسے اپنے ساتھ باہر لایا تھا۔ خالہ جان گھر میں موجود نہیں تھیں لیکن آج یا کل انہوں نے آ ہی جانا تھا۔

شاپنگ، لنچ، مووی اور ڈنر کے بعد وہ گھر واپس آئے تو سب سو چکے تھے۔

"خالہ جان کب واپس آئیں گی؟" اس کے ساتھ زینے چڑھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"لمبا سفر ہے، لیٹ نائٹ تک تو وہ پہنچے ہوں گے، کل کام ہوگا، اس کے بعد پرسوں تک شاید آئیں۔" صائب نے بغور اسے دیکھا۔ وہ تھکی تھی یا اس خیال نے اچانک اسے تھکا دیا تھا۔

"ساریہ!" کمرے میں آکر اس نے دروازے پر ہی اسے روکا۔ "کیا تمہیں یہ لگ رہا ہے مما نے جو کہا ہے وہ میں کر گزروں گا؟"

وہ چپ رہی۔ خالہ جان کی بات آج تک کسی نے ٹالی نہیں تھی۔

"اس کے پیچھے کوئی ریزن ہے اور مجھے یقین ہے وہ غلط ہے، جھوٹ ہے کہ اس دنیا میں ایسی کوئی وجہ نہیں جو تمہیں مجھ سے الگ کر سکے بلکہ میرے پاس لمبی لسٹ ہے ان ریزنز کی کہ ہمیں کیوں ساتھ ہونا چاہیے۔"

وہ کچھ اور پاس آیا۔

"اور جب تک میں مما کو اس بات کا یقین نہ دلا دوں، تم میرا یقین کر کے تھوڑا انتظار کر سکتی ہو؟"

اس کا دل روٹھے بچے کی طرح گال پھلائے، ہاتھ باندھے، گوشے میں، دیوار کی سمت رخ کیے کھڑا تھا، جسے اس نے مکمل نظر انداز کیا۔

ساریہ نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"تھینک یو۔" وہ مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھامنے لگا تھا کہ وہ پیچھے ہوئی۔

"انتظار ایسے نہیں ہوتا۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کر لیے۔

"اس کا ایک اور مطلب ہوتا ہے۔" اس نے آگے آ کر اس کے پیچھے چھپے ہاتھوں کی سمت اشارہ کیا۔

"کیا؟"

"کہ تم میں میرے اتنے پیشنس نہیں۔" اس نے مسکرا کے اسے چڑایا۔

"ایسا بالکل نہیں ہے۔" اس نے اسے غلط ثابت کرنے جھٹ دونوں ہاتھ سامنے پیش کیے۔

"نہ، اب کرو انتظار!" وہ مسکراتا پیچھے ہٹا اور پلٹ گیا۔ اس کے چہرے پر بڑی پیاری شرارت بھری شوخی بکھری تھی۔

☆☆☆

شارب نے اسے بتایا کہ وہاں کام ہو نہیں پایا ہے، انہیں شاید مزید چند دن رکنا پڑے تو اس نے اپنا فون بند کر دیا۔ وہ سطوت جہاں کے آنے سے پہلے ان سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

کوئی روک ٹوک تھی نہ بندش سو وہ دونوں صبح گھر سے نکلتے تو دیر رات تھکے ماندے گھر آتے۔ شہر کا چپا چپا گھوم پھر کر وہ ہر گلی، محلے نکڑ کے کھانے چکھتے۔ صائب فائیو اسٹار ہوٹلوں کے ماحول اور

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

کھانوں سے تنگ آچکا تھا۔ اس نے زندگی میں اپنے لیے اتنی خریداری نہیں کی تھی جتنی ان دنوں میں کر لی تھی۔ وہ صائب کے ساتھ اس شہر کی زندگی کے پورے مزے لے رہی تھی۔

☆☆☆

ایک رنگ کے بعد فون خاموش ہو گیا تو اس نے فون اٹھا کے دیکھنے کی زحمت نہیں کی۔ کچھ دیر بعد پیغام کا اشارہ گونجا۔ اس نے یونہی ہاتھ بڑھا کے فون اٹھایا اور مندی مندی آنکھوں سے دیکھا۔ مسڈ کال اور پیغام شازیہ کا تھا۔ اس نے پوری آنکھیں کھولیں اور پیغام پڑھتے ہی وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

''کیا ہوا؟'' صائب اس کے انداز پر متوجہ ہوا۔

''یہ۔'' وہ بستر سے نکل کے اس کے پاس آئی جو کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔

''آپا نے کیسا ٹیکسٹ بھیجا ہے۔'' اس نے فون صائب کے سامنے کیا، جہاں شازیہ کی طرف سے موصول ہوا مختصر پیغام انگریزی کے تین حروف پر مشتمل تھا۔ ''ایس او ایس''

صائب ہنس دیا۔ وہ جو فکر مند تھی، کچھ روٹھی، کچھ الجھی اسے دیکھنے لگی۔

''شازیہ کا سینس آف ہیومر!'' اسے اب بھی کچھ نہ سمجھ میں نہ آیا۔

''وہ تمہیں تنگ کر رہی ہے۔'' صائب نے اس کی سنجیدگی دیکھ کر نرمی سے کہا۔

''آپا میرے ساتھ مذاق نہیں کرتیں، اس طرح تو قطعی نہیں۔'' اس نے وثوق سے کہا پھر کچھ سوچ کے انہیں فون کیا۔ دوسری طرف فون بند تھا۔

''فون آف ہے۔''

''بیٹری ڈیڈ ہو گی، میں داراب کو کرتا ہوں، تم بات کر لو۔'' صائب نے کرسی سے اٹھ کے میز سے اپنا فون اٹھا کے داراب کا نمبر ٹرائی کیا۔ ادھر رنگ جاتی رہی لیکن کسی نے کال ریسیو نہیں کی۔

''وہ لوگ آگئے ہیں؟''

''ہاں وہ کل دوپہر میں واپس آنے والے تھے۔'' وہ پھر شازیہ کو فون کر رہی تھی۔

''ہو سکتا ہے، فلائٹ ڈیلے ہوئی ہو، ابھی ایئرپورٹ پر ہوں جہاں سگنلز نہ ہوں اور وہ بھی بزی۔'' آج سطوت جہاں کی واپسی تھی وہ پہلے ہی بے تحاشہ دباؤ میں تھی اس پر مستزاد بہن کی فکر۔ سو صائب نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

''لیکن یہ میسج۔؟'' ایس او ایس کا مطلب اسے بھی پتا تھا۔

''یونہی مذاق کیا ہو گا یا ہو سکتا ہے، داراب تنگ کر رہا ہو ہم دونوں کو یا صرف تمہیں کہ تمہارا رشتہ بھی ہنسی مذاق والا ہے۔'' اسے سنجیدہ شکل والا داراب یاد آ گیا جس نے کبھی اس کے ساتھ بات بھی نہیں کی تھی۔

''نہیں صائب۔'' اس کی چھٹی حس بیدار ہو گئی تھی۔

''خالہ جان کے آنے سے پہلے ہم آپا سے مل آتے ہیں؟''

''سارہ۔''

''پلیز۔''

''پہلے ہی مما کے آنے کا اتنا اسٹریس ہے اور۔''

''اسی لیے۔ اسی لیے صائب مجھے آپا کی طرف سے تو مطمئن ہو جانے دیں۔'' اس نے لجاجت سے کہا۔

''یہ میسج، فون آف، داراب بھائی کا نو آنسر۔ مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے، اللہ کرے، میں غلط ہوں لیکن پلیز مجھے خود اپنے غلط ہونے کا یقین کرنے دیں۔''

''اتنی صبح صبح کون کسی کے گھر جاتا ہے؟'' اس کے سوال میں نیم رضامندی تھی۔

''ہم جائیں گے۔'' وہ فون رکھ کے تیزی سے غسل خانے کی طرف دوڑ گئی۔

چوکیدار بھی انہیں اتنی صبح دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG

Scanned with CamScanner

اس نے گیٹ بھی صائب کے اشارہ کرنے پر کھولا۔
"سر۔" وہ شرمندہ سا ان کی گاڑی کے دروازے کے پاس آیا۔
"ابھی تو کوئی بھی جاگا نہیں ہے گھر میں۔" صائب نے مڑ کر اسے دیکھا۔
"داراب بھائی اور آپا آگئے ہیں ناں؟"
"جی جی۔ وہ آگئے ہیں۔ آپ کہیں تو میں اندر جا کے انہیں اطلاع دوں مگر آپ کو انتظار کرنا پڑے گا۔" وہ بھی اس صورت حال پر تذبذب کا شکار تھا کہ مالک کی فکر کرے کہ مہمان کی۔
"کیوں کیا اندر کوئی نہیں اٹھا ہے ابھی۔"
"اٹس اوکے، کسی کو جگانے یا بتانے کی ضرورت نہیں، ہم شام میں آجائیں گے۔"
صائب نے کہا اور چوکیدار کے دور ہوتے ہی کار ریورس کرنے لگا۔ وہ اب بھی بے چینی سے پورچ کی سمت دیکھ رہی تھی۔ اس نے گاڑی کی کھڑکی سے جھانک کر اوپری منزل دیکھنے کی کوشش کی جہاں شازیہ کا کمرہ تھا۔ سب کھڑکیوں پر پردے پڑے تھے۔
"کچھ نہیں ہوا ہے ساریہ! تم یونہی ٹینس ہو رہی ہو۔" سڑک پر گاڑی کا گیئر بدلتے ہوئے صائب نے اس کی اداس اور پریشان صورت دیکھتے ہوئے اسے مطمئن کرنا چاہا۔
"ہمم۔" اس نے مسکرا کے سر ہلایا لیکن یہ تبسم زبردستی سجایا گیا تھا۔ اندر اسے ہول اٹھ رہے تھے۔ وہ اس وقت بھول گئی تھی مگر صائب کے دل و ذہن پر اس وقت سطوت جہاں کی آمد اور ان کی آخری بات اور التجا سوار تھا۔
دونوں خاموش تھے۔ ابھی چند منٹ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ساریہ کے فون پر پیغام موصول ہوا جو اس نے بے تابی سے دیکھا۔
"ابوذر بھائی۔" وہ حیرت سے بڑبڑائی۔ اسے یاد نہیں آیا، اس سے پہلے کب انہوں نے اس سے فون پر رابطہ کیا تھا۔
"صائب۔" پیغام پڑھنے کے بعد اس نے لرزتی آواز میں پکارا۔
"کریسنٹ ہاسپٹل چلیں پلیز۔" صائب نے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا۔
"شازیہ کریسنٹ ہاسپٹل میں ہے۔" ایک سطری پیغام تھا۔ اس نے تعجب سے ساریہ کو دیکھا۔
"یہ تمہارے کزن ہیں ناں۔ انہیں شازیہ کے بارے میں کیسے پتا وہ بھی یہ کہ۔"
"میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔" اس نے درمیان میں ہی اس کا فقرہ قطع کیا۔
"آپ پلیز ہاسپٹل چلیں۔" اس کی آواز بھرائی تھی۔ صائب نے گاڑی کا رخ اسپتال کی طرف کیا اور رفتار بڑھا دی۔
استقبالیہ پر پوچھنے پر انہوں نے شازیہ نامی مریضہ کی موجودگی سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ساریہ نے اس کے شوہر اور سسر کے نام کا حوالہ دیا تو وہ ایک دم چونک گئی۔
"میری شفٹ ابھی شروع ہوئی ہے، آپ بیٹھیے، میں اندر پوچھ کر بتاتی ہوں۔" اس کے اٹھنے سے پہلے ہی صائب نے اس شخص کو فون کیا جو یہاں ان کی مدد کر سکتا تھا۔ وہاں موجود مریضوں کی ساری معلومات ریسپشنسٹ کے سامنے رکھے کمپیوٹر پر ایک کلک کی موہون منت۔ اندر جا کے عملے سے پوچھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اگر یہ معلومات خفی رکھنے کا حکم ہو یا کسی کو پہلے ہی آگاہ کرنا مقصود ہو تو۔
اسے گڑبڑ کا احساس ہو گیا تھا۔
وہ ابھی فون پر بات ہی کر رہا تھا کہ کچھ گھبرائی بوکھلائی شازیہ کی ساس ان کے پاس آگئیں۔
"آپ کو کیسے علم ہوا؟ میں اتنی صبح آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔"
"کیا ہوا ہے آپا کو؟ کہاں ہیں وہ؟ وہ ٹھیک تو ہیں؟" ان کا اپنی گھبراہٹ چھپانے کے لیے سجایا گیا مصنوعی تبسم اسے مزید ڈرا گیا۔
"وہ آرام کر رہی ہے۔ ڈاکٹر نے انجیکشن

Scanned with CamScanner

دیے تھے، اس لیے سو رہی ہے سکون سے۔"

"ہوا کیا ہے؟" صائب نے بند فون جیب میں رکھتے ہوئے پوچھا۔

"نیند میں تھی شاید اسٹیئرز سے گر گئی۔" اضطرار پر قابو پانے کے لیے ان کے دونوں ہاتھ سختی سے ایک دوسرے میں جکڑے تھے۔

"چلیں، کس روم میں ہے۔؟" صائب نے آگے بڑھتے ہوئے کہا لیکن وہ اپنی جگہ جمی رہی۔

"وہ ٹھیک ہے، ڈاکٹرز دیکھ چکے ہیں اس وقت سو رہی ہے، آرام کرنے دیں، ہم کیفے ٹیریا چلتے ہیں۔" انہوں نے اپنا رخ کیفے ٹیریا کی سمت کیا اور ہاتھ کے اشارے سے انھیں بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی۔

"آنٹی! آپ۔" وہ کچھ کہنے جا رہی تھی اور صائب نے مڑ کے ابھی واپس آئی ریسپشنسٹ سے روم نمبر پوچھا۔ اس نے تھوک حلق سے نیچے دھکیلا اور شازیہ کی ساس کو دیکھا۔

"روم نمبر پلیز۔" اب کے اس کا لہجہ سخت تھا۔

"ٹو فورون۔" اس نے تیزی سے کہا۔

"آؤ۔" وہ اس کا ہاتھ کھینچتا راہداری کی سمت چل پڑا۔

شازیہ کی ساس ان کے پیچھے جانے کے بجائے کسی کو فون کرنے لگیں۔

اس مخصوص دروازے کے کھلتے ہی سامنے پلنگ پر لیٹی شازیہ کو دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی تھی۔

☆☆☆

ایک معاملہ آر پار کرنے کی جلدی میں گھر پہنچنے کے لیے بے تاب سطوت جہاں کو گھر کے بجائے اسپتال آنا پڑا۔

شازیہ انھیں دیکھ کر رونے لگی تھی۔ اس نے کہا کچھ نہیں تھا۔ فاخرہ نے زینے سے پھسلنے والا قصہ ہی سنایا تھا۔ داراب کا کہیں اتا پتا نہیں تھا۔ فاخرہ کی بات پر کسی نے یقین نہیں کیا تھا۔ ان کے روکنے کے باوجود شازب اور صائب نے اسے فوراً دوسرے اسپتال منتقل کیا اور وہاں ڈاکٹرز کی باتیں اور پھر اپنے بچوں کی زبانی وہ شازیہ کی اس حالت کی وجہ سن کر سکتے میں تھیں۔ وہ جو سمجھ رہی تھیں جلد بازی میں انہوں نے زندگی میں پہلی غلطی کی جو صائب کی بات مان کر بنا سوچے سمجھے سارہ سے اس کی شادی کر دی، وہ اس صورت حال پر صدمے میں تھیں۔ انھیں یقین نہیں آ رہا تھا، ان کے ہم پلہ خاندان میں یہ سب ہو سکتا ہے، دھوکا، جھوٹ، تشدد، ظلم اور ان سب کی پردہ داری۔ غلطی سے بڑی کسی چیز کے اوراک کا وقت سر پر آن پہنچا تھا۔

دونوں خاندان دولت اور حسب نسب میں ہی نہیں اثر و رسوخ، اونچی پہنچ اور تعلقات میں بھی برابری پر تھے اور بری اور غلط شہرت سے بچنا ان دونوں کی ترجیح۔

"مما!" ایک بار پھر صائب نے تعجب اور بے یقینی سے ماں کو دیکھا۔

"آپ نے شازیہ کو دیکھا ہے، اسے دائیں کان سے کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے اور آپ چاہتی ہیں ہم کوئی ایکشن نہ لیں؟"

"ہاں مما، میرے دوست کے چاچا اے سی پی ہیں، میں نے انہیں یہیں بلایا ہے، ان کے ساتھ ان کے پاس جائیں گے پھر ان ہی سے گائیڈنس لیتے ہیں کہ کیسے فرسٹ اسٹیپ سے ہی مضبوط کیس بنائیں۔"

شازب بھی اتنے ہی غصے میں تھا اور وہ صائب سے زیادہ ان لوگوں کو سبق سکھانے کے لیے بے قرار تھا۔

سطوت جہاں نے تحمل سے بیٹوں کے بیان سنے اور پھر شائستہ لیکن حتمی لہجے میں گویا ہوئیں۔

"کوئی کمپلین درج ہو گی نہ پولیس کو انوالو کیا جائے گا۔ اس معاملے کو ہم خود دیکھ لیں گے۔ ہم نہیں چاہتے، اس بات پر ہمارے خاندان کی طرف مشکوک نگاہیں اٹھیں۔"

صائب نے مٹھیاں اور لب بھینچ کر خود کو وہ

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

سخت بات کہنے سے روکا جو ماں کو نہایت بری لگ سکتی تھی۔

''اس طرح تو۔''

''بس!'' انہوں نے ہاتھ اٹھا کر شارب کو روکا۔ صائب غصہ ضبط کرتا باہر نکل گیا۔

''صائب کو دیکھو، کوئی بے وقوفی نہ کر بیٹھے۔'' انہوں نے شارب کو حکم دیتے ہوئے ان کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے باہر جاتے ہی وہ ڈھیلی پڑ گئیں، چہرہ ایک دم نڈھال ہوا اور آنکھیں بھر آئیں۔

☆☆☆

شازیہ دیوار کی طرف منہ کیے لیٹی تھی۔ اس کی لاکھ کوششوں اور التجاؤں کے بعد بھی اس نے نہ چہرہ اس طرف کیا تھا نہ ایک لفظ کہا تھا۔ ویسے بھی آنکھوں اور چہرے کی سوجن اور نیل اتنے واضح اور شدید تھے کہ اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی، پھر بھی وہ اس سے کیوں اور کب جیسے مزید تکلیف دہ سوال کرنا چاہتی تھی۔

داراب کے ساتھ پہلا قدم اس نے بڑے حسین خوابوں، ارمانوں اور خوش کن تصورات کے ساتھ اس کمرے میں رکھا تھا لیکن جلد ہی اسے خلوت میں اس کی شخصیت اور مزاج کے ان دیکھے رنگوں نے سہا دیا، جو محل کے سامنے نہیں آئے تھے لیکن کہیں نہ کہیں جھلک رہے تھے۔

ملازموں اور ساس سسر کا انداز بھی اسے کھلنے لگا تھا۔ یوں جیسے وہ سب مل کر کسی راز کی حفاظت کر رہے ہوں یا سب مل کر اسے بہلانے اور خوش رکھنے کی کوشش کر رہے ہوں، گھر کی فضا اور ماحول میں مصنوعی پن تھا۔ اسے وہ اپنائیت اور گرم جوشی نہیں ملی تھی جس کی اسے توقع تھی۔ جیسا خالہ جان نے نقشہ کھینچا تھا یا جیسے وہ سب دنیا کی بھیڑ میں لگتے تھے، گھر کی چار دیواری میں اس سے مختلف تھے۔ وہ خود کوئی ٹھوس نکتہ پکڑ نہیں پائی تھی تو کسی سے کیا کہتی لیکن اس کے اندر سکون نہیں اترا تھا، نہ نئی زندگی کی ابتدا نے اس خوشی و انبساط سے ہمکنار کیا تھا جو اسے چاہیے تھی۔

ترکی میں گزارے چار دن بھی عجیب تھے۔ ساس صاحبہ کے فون دن میں کئی بار آتے، وہ بیٹے کو دوائیاں لینے کی تاکید کرتی رہتیں۔ رات میں خاص یاد دہانی کا فون آتا۔ اس کے استفسار پر داراب نے کہا تھا۔

''بچپن میں یونز کا مسئلہ تھا، اس لیے کچھ منرلز وٹامنز ہمیشہ لینے ہوتے ہیں اور مدرز کا انہیں اندازہ نہیں وہ ایسی ہی کیئرنگ ہوتی ہیں۔'' وہ چپ ہو گئی۔

اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ محض چار دن کیوں۔ یہاں تو تفریح کے لیے مہینہ بھی کم تھا جب کہ داراب کی چھٹیوں کا مسئلہ تھا نہ روپے پیسوں کا۔

ان کی واپسی سے پہلے داراب نے وعدہ کیا کہ جلد ہی وہ مہینہ بھر کے لیے دوبارہ آئیں گے اور گھر پہنچتے ہی جانے کس بات پر اسے اس قدر غصہ آ گیا۔

داراب کا شب خوابی کا سیاہ لباس نہیں مل رہا تھا۔ اسے سیاہ والا ہی درکار تھا۔ جب وہ الماری میں تلاش کرنے لگی تو اس نے اسے ہٹاتے ہوئے کہا۔

''تم رمضان کو بلا دو۔''

''اس وقت سب سو گئے ہوں گے، مل جائے گا۔'' وہ دوبارہ دیکھنے لگی۔

''سو بھی گئے ہوں تو ملازم ہیں، اٹھاؤ اسے۔''

''بیگ میں ایک ہے جو آپ نے نیوز نہیں کیا تھا وہ پہن لیں۔'' اس نے سر الماری سے باہر نکالا۔

''میں وہ نکال دیتی ہوں۔'' وہ پٹ سلائیڈ کرتی آگے بڑھنے لگی تھی کہ داراب نے اس کا بازو پکڑ کے رخ اپنی طرف کیا اور اس زور کا جھٹکا رسید کیا کہ وہ دور جا گری۔ یہ شروعات تھی اس کے بعد اس کی چیخیں بھی داراب کی آواز میں دب گئیں، رات کے دو بجے سارا گھر اور ملازم جاگ گئے۔

اسپتال میں نیند آور انجکشن اور دواؤں کے اثر سے بند ہوتے ہی، اس نے نرس سے اپنا فون مانگا تھا۔

Scanned with CamScanner

کال ملائی لیکن بات کرنے کی سکت تھی نہ حالت۔ باہر سے اس کی ساس کی آواز آئی جو نرس پر کہ اسے فون دینے پر غصہ ہو رہی تھیں، اس نے جلدی سے چیٹ کھولی لیکن مختصراً کیا پیغام دے۔ اسے ایسے وقت حیرت انگیز طور پر ڈراموں فلموں کا ایسں اویسں یاد آیا اور اس نے وہ ہی بھیج کر ساس کے اندر آنے سے پہلے ہی فون دور رکھ دیا۔

اندر آتے ہی انہوں نے سب سے پہلے حسب توقع فون اٹھا کر سوئچ آف کر دیا۔ پھر اسے بڑے پیار سے مخاطب کیا۔

"بیٹا! تمہیں رات کے وقت کمرے سے باہر ہی نہیں نکلنا چاہیے تھا۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگی۔ اسے ان کی آواز بہت دھیمی آ رہی تھی۔ اس وقت اسے لگا وہ آہستہ بات کرتی ہیں۔

"ابھی تم نئی ہو، گھر سے مانوس ہو نہ ماحول سے واقف، اس لیے احتیاط کیا کرو۔ اب دیکھ لو ذرا سی لاپروائی سے کتنی چوٹ آئی ہے۔ اسٹیرز بھی تو بہت ساری ہیں!" وہ بات کرنے کے قابل نہیں تھی لیکن اس کے اندر طیش کی شدید لہریں اٹھنے لگیں۔

اس نے فلموں میں ہی دیکھا تھا، کوئی انسان دوسرے انسان کو اس قدر مارتا ہے کہ چہرہ سوج جاتا ہے، آنکھیں نظر نہیں آتیں، چہرے پر پڑی ضربوں سے مختلف رنگ کے نشان بن جاتے ہیں اور ہونٹ اور کان کا پردہ بھی پھٹ جاتا ہے اور اب یہ حقیقتاً اس پر گزر چکا تھا لیکن اب بھی اسے یہ خواب لگ رہا تھا۔ ایک تعلیم یافتہ، بظاہر سلجھے اور پروقار انسان کا یہ حیوانی روپ اس کا ذہن قبول نہیں کر پا رہا تھا یا وہ اتنے درد کے بعد بے حس ہو گئی تھی۔

☆☆☆

ماں کے ردعمل سے مایوس صائب نے ابوذر بھائی کو فون لگایا تھا۔

"میں گھر آ کر آپ سے بات کرتا ہوں۔" انہوں نے اس کے سوال کے جواب میں ایک جملہ کہہ کر فون رکھ دیا۔

سب شازیہ کے کمرے میں جمع تھیں۔ وہ اب بھی دیوار کی سمت چہرہ کیے چپ تھی۔ سب ہی کو افسوس اور دکھ تھا۔ ابھی تو شادی کی خوشی کا احساس بھی معدوم نہیں ہوا تھا اور اس شادی کا انجام یوں ان کے سامنے تھا۔

"میں ابھی آئی۔" وہ آہستہ سے زرعہ کے کان کے قریب سرگوشی کر کے باہر آ گئی۔

وہ کچھ نہیں بتا رہی تھی تو اسے کسی اور سے معلوم کرنا تھا۔

اوپر جانے سے پہلے وہ آواز سن کر ڈرائنگ روم میں آئی اور وہاں صائب کے ساتھ ابوذر بھائی کو دیکھ کر چونک گئی۔ وہ تو بھول گئی تھی کہ انہوں نے ہی اسے اسپتال بھیجا تھا۔ وہ حیرت سے چلتی کمرے کے وسط میں پہنچی۔ صائب نے مڑ کے دیکھا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں نے سارہ کو بھی بتانے کی کوشش کی تھی۔"

"مجھ کو؟" اس نے بیٹھتے ہوئے ہاتھ سینے پر رکھا۔ "کیا؟"

"تم نے بات سنی ہی نہیں تھی۔" ان کی آواز پچھتاوے سے لبریز تھی۔

"جیسے ہی مجھے علم ہوا تھا، میں نے یہاں آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ کئی بار دفتر ملنے آیا لیکن نہ آپ فارغ ملے نہ شارب صاحب۔"

صائب کو یاد آیا۔ کئی بار اس سے کہا گیا تھا کہ ابوذر ملنے آیا ہے لیکن اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ شادی سے پہلے پہلے اسے کئی کام مکمل کرنے تھے۔

"آپ مجھ سے یہ کہنا چاہ رہے تھے۔؟" اس نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔ وہ تو جانے کیا سمجھ بیٹھی تھی۔ اسے ندامت نے گھیرا۔

"میں نے اپنی طرف سے جانچ پڑتال کر کے تسلی کرنے کی کوشش کی تھی۔ کئی لوگوں سے کہہ رکھا تھا۔ شادی سے چند دن پہلے ہی ایک جان پہچان

Scanned with CamScanner

والے کے دوست کی خالہ کے ہاں نوکری کرنے کا معلوم ہوا۔ جب ان سے ملا تو کئی قسموں اور دوست کے دباؤ کے بعد انہوں نے داراب کے اس مزاج کا بتایا۔ اکلوتا بیٹا تھا اس لیے بچپن سے نازک مزاج تھا ذرا سی بات پر موڈ بگڑتا تو چیخنے چلانے لگتا۔ خوب طوفان کھڑا کر دیتا، عمر بڑھی تو نوکروں پر چیخنے چلانے، بدزبانی کرنے اور گالیوں کے ساتھ ان پر چیزیں پھینکنے لگا۔ اسکول کالج میں بھی کئی واقعات ہوئے لیکن پیسہ ان کا سب سے بڑا پردہ اور دوسروں کی سب سے بڑی مجبوری تھا۔"

وہ سانس لینے رکے لیکن یہ سب سن کر ان دونوں کا سانس رک رہا تھا۔

"آج صبح بھی مجھے ان ہی خالہ نے فون کر کے بتایا کہ رات کیا ہوا تھا اور وہ شازیہ کو اسپتال لے کر گئے ہیں۔ اکثر نوکروں کا علاج بھی وہیں ہوتا ہے۔ شازیہ کیسی ہے؟" انہوں نے اچانک اس سے پوچھا۔

"ایک لفظ نہیں کہا ابھی تک انہوں نے۔" وہ رو رہی تھی۔

"مجھے کسی بھی طرح آپ سب کو آگاہ کرنا چاہیے تھا۔"

ان کا افسوس دیکھ کر صائب شرمندہ ہو گیا۔ یہاں کسی نے بھی 'داراب واقعی ویسا ہی ہے جیسا ظاہر میں ہے' سوچا نہ تھا۔ وہ سب ماں کے فیصلے پر مطمئن تھے اور ماں۔؟ اس نے آنکھیں بند کر کے خود کو بڑے معرکے کے لیے تیار کیا۔

وہ معرکہ تو نہیں اور رہ گیا تھا جسے جیتنے کے لیے وہ تیار تھا۔

☆☆☆

"تم سے کس نے کہا یہ سب؟"

وہ قصداً شارب کے بنا ہی سلوت جہاں سے بات کرنے آیا تھا۔ پہلی بار، وقتی غصے میں بہک جانا اور ایک پرانی عادت میں زمین آسمان سا وہ فرق تھا کہ اس انکشاف پر ان کے پیروں تلے سے زمین پھسلی اور آسمان سر پر گرا۔

"ابوذر بھائی نے اور میں نے پتا کیا ہے داراب کی 'ایگریشن' یا 'اگریسیو بیہیویئر' کے لیے تھیراپی اور میڈیسن آن اینڈ آف برسوں سے جاری ہے۔"

"ہمیں سلیم بھائی سے یہ امید نہیں تھی، فاخرہ نہ سہی لیکن انہوں نے اتنی اہم بات ہم سے کیسے چھپائی۔" ان کا انداز خود کلامی سا اور تاسف سے چور تھا۔

"مما! وہ کیوں بتائیں گے یہ تو ہمارا کام تھا، غلطی ہم سے ہوئی ہے۔ اتنی جلدی شادی کی انہیں اسی لیے تھی اور۔" وہ رکا تو وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"اور۔؟"

"فیملی کی لڑکیوں میں انہوں نے شازیہ کو پسند کیا۔ علیزہ، زرعہ، جویریہ کو نہیں۔" کچھ باتیں جو کب سے کھٹک رہی تھیں خود زبان پر آ گئیں۔

"صاف صاف کہو صائب۔"

"پہلے آپ یہ بتائیں مما! کہ آپ نے داراب کے متعلق کہیں سے، کسی سے تصدیق کیے بنا سلیم انکل اور فاخرہ آنٹی کے کہنے پر فوراً شادی کیوں کر دی؟"

اس کا سوال اس گھر کے قاعدے کے مطابق بدتمیزی، بداخلاقی تھا سو اس کا انداز اور لہجہ حد درجہ مودبانہ تھا۔

سلوت جہاں نے ابرو چڑھا کے گردن کو ہلکی جنبش دی، گویا یہ اس کی جرأت پر ناگواری کا اظہار اور اسے اس کی حد یاد دلانے کی سعی تھی تاہم وہ مغلوب و متاثر ہوئے بغیر جواب طلب نظروں سے انھیں دیکھ رہا تھا۔

"پاپا کے کزن ہونے کے باوجود ہمارے فرینڈلی یا کلوز ٹرمز نہیں تھے، معمولی جان پہچان تھی اور اس شناسائی کی وجہ سے بھی انھیں پہلا خیال علیزہ، ماریہ جویریہ وغیرہ کا آنا چاہیے تھا۔ شازیہ پاپا

Urdu Novels Collection
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

کی فیملی سے تو نہیں، آپ نے اس پہلو پر توجہ کیوں نہیں دی؟"

"کیوں کہ ہمارے لیے سب ایک سی ہیں۔ ہمیں وہ لوگ، وہ خاندان پسند تھا، ہمیں کہاں علم تھا وہ اس طرح فریب دہی کے مرتکب ہوں گے۔"

"مما!" وہ ملائمت سے کہتا کچھ قریب آیا۔

"شازیہ کو دیکھا ناں آپ نے۔ یہ معمولی بات نہیں، داراب کو اس کی سزا ملنی چاہیے، آپ مجھے۔"

"ہم نہیں چاہتے، ہمارا نام پولیس اور کورٹ کچہریوں میں لیا جائے، ہمارا خاندان اخباروں میں غلط وجوہات کی بنا پر سرخیوں میں آئے۔"

"اور اس کے لیے ایک مجرم اور حیوان صفت انسان کو بخش دیا جائے؟"

سطوت جہاں نے جواب ضروری نہیں سمجھا اور گردن اونچی کیے سامنے دیکھتی رہیں۔

اس نے کبھی اظہار نہیں کیا تھا نہ کبھی کسی نے ان پر یہ الزام لگایا تھا پھر بھی اسے ماں کا احساسِ برتری اور اعلا ہونے کا زعم کھلتا تھا۔ آج تک ان کے اس موقف پر اظہار یا بحث کی نوبت نہیں آئی تھی تاہم اس وقت کہنا ضروری تھا۔

"مما، آپ پھر خاندان کے چکر میں غلطی کر رہی ہیں۔ کیا یہ اسی اعلا خاندانی برتری کا زعم نہیں تھا جس نے آپ کو بس نام کے آگے لگے سرنیم کی وجہ سے مطمئن کر دیا کہ یہ شریف اور اعلا لوگ ہیں، ان میں کوئی خامی، برائی ہو ہی نہیں؟"

"اب ہمیں اولاد سے طعنے سننے ہوں گے؟"

وہ تڑپ اٹھیں۔ ان کی آواز کا غصہ بڑھ گیا تھا۔

"بخدا یہ طعنہ نہیں ہے مما۔" وہ بے بس سا گویا ہوا۔ ماں سے اختلاف رکھنا آسان تھا لیکن انھیں غلط کہنا، ان کی غلطی کی نشان دہی کرنا نہایت مشکل۔

"آپ کے اندر یہ احساس ہے اور بہت شدید ہے۔ آپ کا مقابل کی اچھائی، اس کی شخصیت کو جانچنے کا پہلا پیمانہ یہ ہی ہے۔"

"تم اس دو ٹکے کے آدمی کے بہکاوے میں آ کر ہم سے الجھ رہے ہو۔" ان کا لہجہ غصیلا ہو گیا۔

"مما! مما!" اس نے پھر لاچاری سے بالوں میں ہاتھ پھنسائے۔ وہ اس کی بات درست ثابت کر رہی تھیں لیکن اس کا ادراک نہیں تھا۔

"ابوذر بھائی نے شارب بھائی اور مجھ سے ملنے اور ہمیں بتانے کی بہت کوشش کی تھی۔ آخر تھک ہار کے اس دن وہ یہ شازیہ سے کہنے آئے تھے لیکن وہ گھر میں موجود نہیں تھی، اس کی جگہ ان کی ملاقات سماریہ سے ہوئی۔ جس نے ان کی اصل بات سنی ہی نہیں، اس سے پہلے ہی ان سے ناراض ہو کر چلی گئی کہ انھیں آپ کے فیصلوں اور ان دونوں کی زندگی میں مداخلت کا حق نہیں تھا۔"

اس نے اپنی بات کے دوران انھیں ٹھٹکتے چونکتے دیکھا تھا اور تب ہی اچانک آئے خیال پر وہ رک گیا۔

"کیا سماریہ والی بات کا ان سب سے کوئی ریلیشن ہے؟" ان کا چہرہ متغیر تھا۔

انہوں نے شازیہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا تو صائب کی بتائی باتوں پر ان کا غضب آسمان چھو رہا ہوتا تاہم فی الوقت ان کا دل و ذہن کشمکش کے شکار تھے۔

"مما! پلیز اس کی وجہ بھی اب مجھے بتا دیں۔" ان کی بے آرامی واضح تھی۔

سلیم، فاخرہ اور داراب کے اصل چہرے اور ان کے جھوٹ، ان کے لیے بہت بڑا صدمہ تھے، ان کی اپنی عقل اور سمجھ بوجھ پر سوالیہ نشان۔ اس کے بعد اور بھی بہت کچھ مشکوک ہو گیا تھا جس میں سر فہرست ان کے گمان، یقین اور فیصلے تھے۔ وہ بظاہر اپنے موقف پر ڈٹی تھیں لیکن اندر ان کے یقین کے ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو چکا تھا۔

وہ بات اتنی پرانی نہیں تھی۔ شادی والے دن جب وہ خوش باش، ذمہ داریوں کے خوش اسلوبی سے مکمل ہونے کے اطمینان کے ساتھ سونے کی تیاری کر رہی تھیں۔

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

☆☆☆

دستک پر انہوں نے گہری سانس لے کر اندر آنے کی اجازت دی لیکن ملازمہ کے بجائے وہاں سراسیمہ سی وہ کھڑی تھی۔

"کیا بات ہے؟"

"ممانی جان!" وہ سیدھی ان کے پاس آئی۔

"شاید میں نے دیر کر دی لیکن آپ سے چھپانا درست بھی نہیں۔ سب کچھ اتنی جلدی جلدی ہو گیا کہ میں سوچتی ہی رہ گئی لیکن آپ کا جاننا بے حد ضروری ہے۔"

"پہیلیاں نہ بجھواؤ، ہم سے صاف بات کرو۔"

"یہ دیکھیں۔" اس نے فون ان کے آگے کیا جس میں ساریہ کو انہوں نے پہچان لیا لیکن اس کے قریب بیٹھے بندے کو غور سے دیکھا۔

"یہ ساریہ کے کزن ہیں ابوذر۔ میں نے پہلے بھی اکثر ڈرائنگ روم میں ان دونوں کو اکیلے دیکھا تھا، وہ اکثر ہی ملنے آتے ہیں لیکن اتفاق سے اس دن ان کی باتیں بھی سن لیں اور مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ غصہ ہو رہے تھے کہ ان سے وعدے کر کے ساریہ صائب بھائی سے شادی کیسے کر سکتی ہے اور ساریہ۔ مجھے یقین نہیں آیا یہ ہماری ساریہ ہے وہ ان کا مذاق اڑا رہی تھی کہ آپ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں کہ میں، یہ شان و شوکت اور دولت چھوڑ کر آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ سلتے جتن اور محنت سے اپنا معصوم امیج بنایا، صائب کو متوجہ کیا، رام کیا اور اب وہ وقت آیا ہے کہ اگر وہ دن کو رات کہے تو صائب بھی رات مان لے گا۔ اس کے کزن نے التجا کی، قسمیں کھائیں، گزرے وقت اور محبت کی دہائی دی پھر دھمکی اور وہ ہنس رہی تھی کہ کوشش کر کے دیکھیں صائب نے جیل کی ہوا نہ کھلائی تو کہنا۔"

وہ رکی اور ممانی جہاں اس خبر اور میرینہ انداز گفتگو پر منہ کھولے حیران کھڑی تھیں۔

"میں تو شاک میں ہی چلی گئی، سارا دن کمرے میں بند رہی، ہماری سارہ یہ اور ایسی۔؟ بڑی مشکلوں سے اس لیے یقین کرنا پڑا کہ آنکھوں دیکھا۔ کانوں سنا تھا اور پھر یہ حقیقت تو بدل نہیں سکتی کہ وہ ہے ہی اس نچلی ذات اور طبقے سے جہاں یہ باتیں عام ہیں۔۔" اس کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا۔

"لیکن اب کیا ہو سکتا ہے ممانی جان! یہ ملاوٹ، خیانت ہو چکی ہماری فیملی میں، صائب بھائی سے کہنا فضول تھا۔ اس لیے بہت سوچنے کے بعد مناسب یہی لگا کہ آپ کو بتا دوں، اب آپ ہی یہ غلطی ٹھیک کر سکتی ہیں۔ ہم سب ہی اس فریب کا شکار ہوئے ہیں، ہمیں کہاں اندازہ تھا کہ ہم آستین میں سانپ پال رہے ہیں، مجھے تو ڈر لگ رہا ہے جس طرح صائب بھائی مجنوں بنے اس کی مٹھی میں ہیں، اس گھر کا کیا ہوگا۔ شیرازہ بکھر جائے گا ہماری جنت کا۔ آپ کی بنائی جنت کا۔ کوئی احسانوں کا بدلہ ایسے چکاتا ہے۔؟ ہاں اگر وہ کم ظرف اور بدذات ہو، اس کے خون اور فطرت میں اگر یہی شامل ہو تو پھر ماحول کی اچھائیاں لوگوں کی نیکیاں بھی رائیگاں ہی جاتی ہیں۔" گرم لوہے پر ضربیں پڑتی جا رہی تھیں۔ اس کے آنسو اس کی خیر خواہی اور افسوس کی تصدیق کر رہے تھے۔

☆☆☆

"اور آپ نے ایک سراسر من گھڑت بات پر یقین کر لیا؟"

اسے اپنی جہاں دیدہ اور سمجھدار مما پر حیرت ہی حیرت تھی۔ ہمیشہ زیرِ سطح محسوس ہونے والا ماں کا احساسِ برتری اور اس سے جما تعصب کھل کے سامنے تھا۔

"مما! اس نے بھی آپ کے اسی یقین اور احساس کو استعمال کیا جس نے بلا تحقیق داراب کو شازیہ سونپ دی تھی۔"

اس نے تھکی تھکی سی گہری سانس لی۔

"اس لیے آپ کو اپنی سوچ جائز محسوس ہوئی کہ ہاں میں سچ ہی تو سوچتی ہوں، یہ لوگ ایسے ہی

ہوتے ہیں اور ہم ایسے! آپ جو مانتی تھیں، وہ ثابت ہو گیا تھا، آپ شاید لاشعوری طور پر عرصے سے یہ ہی سننے کی منتظر تھیں۔"

صائب کی آواز دھیمی اور سر جھکا تھا۔ سطوت جہاں کی آنکھیں بیٹے پر تھیں لیکن وہ احتساب سے گزر رہی تھیں۔

"جب ہم خود کسی زعم میں ہوتے ہیں کوئی لاکھ کہے، جتائے یا کوشش کرے، ہمارے فیصلے اس زعم کے زیر اثر آ ہی جاتے ہیں۔ آپ کا اعلا نسل اور خاندانی ہونے کا زعم ہی تھا جو لاکھ جھٹلانے کے باوجود آپ کی زندگی پر چھایا رہا۔ اسی یقین اور سوچ کے تحت آپ نے اپنے والدین اور بہن کے اعلا خون کو اس کم تر خاندان سے دور کیا تھا، اسی یقین کی وجہ سے آپ نے داراب کا بیک گراؤنڈ چیک نہیں کیا کہ اعلا خاندانی لوگ ہیں، برے غلط ہو ہی نہیں سکتے، ان کے خون میں فریب دھوکا ہوتا ہی نہیں ہے اور نچلی اور ادنی نسل کے افراد کا عادتوں اور مزاج میں بھی کم تر اور نچلی سطح پر ہونے کا یقین ہی تھا کہ آپ نے جھوٹی بات، تہمت کو بنا کسی تحقیق کے مان لیا یہ گویا آپ کے عمر بھر کے یقین پر مہر تھی، یہ ثبوت تھا جو آپ ساری دنیا کو دکھانا چاہتی تھیں کہ دیکھو خون اثر دکھاتا ہے شرافت اور کمینہ پن خاندانی ہوتا ہے، اسے موقع ملنے کی دیر ہوتی ہے۔"

ان سے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی گئی تھی اور اس وقت بھی کوئی بڑی نرمی سے انھیں آئینہ دکھا رہا تھا۔

"زرعہ جیسی حساس اور نیک دل لڑکی کیسے دروغ گوئی کر سکتی ہے، بہتان تو بہت دور کی بات ہے۔ ہم ہی کیا وہ جس سے کہتی وہ مان جاتا۔" وہ کھوئی کھوئی سی تھیں۔

"جو جانور کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا، وہ کسی انسان کو کیسے تکلیف دے سکتا ہے؟"

"یہاں سب ممکن ہے۔ اس دنیا میں موت کے علاوہ کوئی چیز کوئی بات یقینی نہیں، انسان کا مزاج اور فطرت بھی نہیں۔ سب تغیر کے قابل ہے، انسان، وقت، اصول، سوچ، یقین سب کچھ۔ کسی معاملے میں نرم دل رکھنے والا انسان کسی اور معاملے میں نہایت سنگ دل بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن نہیں۔ اچھائی برائی یا خوبیاں خامیاں، کسی نسل یا خون کی مرہون منت نہیں، آخر میں یہ ایک بالغ اور عاقل انسان کا اپنا انتخاب ہوتا ہے۔" اس کا نام سن کر دھچکا تو صائب کو بھی شدید لگا تھا۔

"زرعہ کے پاس بھی کوئی خود ساختہ وجہ لازمی ہوگی۔" اسے یقین تھا۔

"مما!" اس نے پاس آ کے انھیں شانوں سے تھاما۔

"ابھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ شکر ہے داراب کا سچ ہمیں جلد معلوم ہو گیا اور شازیہ نے چپ چاپ سہنے اور چھپانے کی غلطی نہیں کی۔ آپ ہمیں داراب کے خلاف ایکشن لینے سے نہ روکیں، شازیہ بھی یہ ہی چاہتی ہے اور رہی زرعہ تو اس سے میں بات کرتا ہوں۔ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ظلم اور جرم کے خلاف ہر حال میں کھڑے ہونا بھی اعلا خوبی ہے مما۔"

وہ کیے بعد دیگرے لگے جھٹکوں سے نڈھال تھیں۔ ان کے یقین کو آزار دینے والے، ان کے اصولوں کو ٹھیس پہنچانے والے دونوں سانحے معمولی نہیں تھے۔

"جب ہمیں صاف کہہ دیا گیا ہے کہ جنت جہنم کا فیصلہ ہمارے اعمال پر ہوگا تو ہم باقی باتوں کو اتنی اہمیت کس لیے دیتے ہیں؟ خاندان، برادری، قبائل، شناخت اور تعارف کے لیے ہیں نہ کہ کم تر، برتر کے امتیاز کے لیے۔ ایک نام، ایک خاندان کی وجہ سے خود کو برتر سمجھ لینا ہی تفریق کی شروعات ہے، یہ غلط سوچ ہے اس کی وجہ سے ہر قسم کی تفریق و تعصب کا عملاً آغاز ہوتا ہے، جب آپ نے فلاں کو سل کی وجہ سے برتر مان لیا تو اس کے بعد آپ مساوات پر کتنی بھی لمبی چوڑی تقریر کریں، دلائل دیں سب بے معنی۔" بیٹے کی باتیں نہیں دل میں اتر رہی تھیں۔

Scanned with CamScanner

☆☆☆

وہ اتفاق ہی تھا کہ زرعہ نے نکاح والے دن ساریہ کے کمرے میں ان دونوں کی باتیں سن لی تھیں اور گویا آسمان اس کے سر پر آن گرا تھا۔ اسے یقین نہیں آیا کوئی ایسا دھوکے باز اور فریبی بھی ہو سکتا ہے۔

سارے خاندان بلکہ دنیا سے معصوم اور بھولی بھالی کا لقب اور اعزاز حاصل کرنے والی، اسے اپنا دوست کہنے والی وہ لڑکی کس قدر چالاک تھی۔ وہ ننھی مینی لڑکی سب کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی تھی۔ معصوم اور بھولی نظر آنے والی ساریہ اس قدر چالاک تھی کہ اپنے ناز و ادا سے سلجھے، پڑھے لکھے انسان کو اپنا دیوانہ بنا لیا تھا۔

چلو یہ بات چھپائی تھی تو رشتے کے وقت انجان اور معصوم بننے کا ڈرامہ کیوں؟ یہ تو سراسر دھوکا تھا، ان سب کو فریب دینے کی کوشش۔

پھر اسے اس کا بی اے کے بعد تعلیم اور ملازمت سے انکار اور اس کے فوراً بعد شادی کا اعلان بھی سوچا سمجھا منصوبہ لگا۔ اسے یقین ہو گیا کہ صائب اور اس نے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق شازیہ کی شادی کے ساتھ ہی اپنی شادی کا ارادہ کیا تھا، ان کے لیے یہ اچانک یا جلد بازی کا فیصلہ نہیں تھا جیسا وہ سب کو دکھا اور جتا رہے تھے۔

کڑی سے کڑی ملتی گئی اور اسے صائب بھی اس ننھی مینی کا شکار محسوس ہونے لگا۔ اس کا برین واش کیا گیا تھا۔ اسی اتھیار سے جس سے وہ زخمی ہوئی تھی یعنی معصومیت!

صائب کی شخصیت اور ذہانت نے اس کی مکاری کی گہرائی بڑھا دی یعنی جو ایسے انسان کو اپنے جال میں پھنسا کے اندھا بنا سکتی تھی، وہ معمولی نہیں تھی۔

وہ تو اس کی مخلص اور محبت کرنے والی دوست تھی۔ کوئی قریبی اور خونی رشتہ نہ ہوتے ہوئے بھی اسے گھر کا فرد ہی سمجھا تھا، اسے وہی محبت اور مقام دیا تھا جو وہ علیزہ اور جویریہ اور دیگر کزنز کو دیتی تھی۔

اسے اپنا بے وقوف بنایا جانا بے حد غصہ دلا گیا۔ یہ اس کے خلوص کی بے قدری تھی۔ اس کا مطلب تھا ساریہ نے اسے کبھی دوست مانا ہی نہیں تھا۔ وہ اس سے جھوٹی اور دکھاوے کی لگاوٹ اور اپنائیت جتاتی تھی۔ محبت تو کہیں تھی ہی نہیں۔ معصومیت ڈرامہ تھی، اگر وہ اسے بتا دیتی تو وہ خوش ہی ہوتی، اسے کیا اعتراض ہونا تھا۔ لیکن سچائی ہی یہ تھی کہ اس نے کسی کو اس قابل نہیں سمجھا، وہ خود کو ان سب سے بہتر اور زیادہ عقل مند مانتی تھی تب ہی تو پوری منصوبہ بندی سے وہ حاصل کیے جا رہی تھی جو اسے چاہیے تھا اور دنیا کے لیے سادہ لوح بنی پھر رہی تھی۔

اس نے اپنا الو اس طرح سیدھا کیا تھا کہ سارا خاندان ہی اس شادی کو ارینج میرج سمجھ رہا تھا۔ وہ ہر ہر خیال پر غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

اسے شادی پر اعتراض نہیں تھا لیکن وہ بے وقوف بنائی گئی تھی، کسی کے منصوبے میں مہرے کی طرح استعمال ہوئی تھی، یہ معمولی بات نہیں تھی۔ اسے ہر اس بات پر ساریہ کا چہرہ یاد آ رہا تھا جب وہ اس کی سادگی اور معصومیت کی تعریف یا پیار ملا اظہار کرتی تھی تب اس کا عاجزی انکساری سے مسکراتا چہرہ اب اسے شدید زہر لگ رہا تھا۔ وہ چہرہ فریب کا دوسرا روپ تھا۔

اسے وہ اسی کی طرح بے خبری میں زمین پر لانا چاہتی تھی، اس کی برسوں کی محنت اور منصوبہ بندی کو اسے ناکام کرنا تھا۔ اسے اپنے ساتھ ہوئے مکر کا بدلا لینا تھا۔

اور بہت سوچ سمجھ کر اس رات وہ سطوت جہاں کے کمرے میں گئی تھی۔ ابوذر اور ساریہ کی وہ تصویر اس نے اپنی بھولی دوست کو کسی مشکل میں پھنستے دیکھ کر حفظ ماتقدم کے طور پر لی تھی، اسے لگا تھا ابوذر کوئی بدتمیزی یا بدسلوکی کا ارادہ رکھتا ہے اور وہ لگے ہاتھوں ثبوت جمع کر رہی تھی۔ ایسا کچھ ہوا نہیں

Scanned with CamScanner

اور وہ اپنی خام خیالی پر ہنس پڑی تھی لیکن بعد میں وہ تصویر ہی اس کے کام آئی۔ ویسے اسے یقین تھا بنا تصویر کے بھی ثمائی جان نے اس کا یقین کر لینا تھا۔

دو کوڑی کے خاندان کی لڑکی کو اس کی اوقات دکھانے کا وقت آ گیا تھا۔

☆☆☆

ماں کے کمرے سے نکل کر صائب سوچ رہا تھا پہلے ساریہ کے پاس جائے یا زرعہ کے۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے پہلے زرعہ سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسے وجہ جاننا تھی کہ اس نے یہ انتہائی حرکت کیوں کی۔

وہ لان میں بیلوں کے گھر کے پاس بنچ پر کسی سوچ میں گم بیٹھی تھی۔

"ایسا کوئی دشمن کے ساتھ کرے تو لاجیکل لگتا ہے۔ ساریہ اور میری تو تم سے کوئی دشمنی نہیں تھی، تم تو ساریہ کی سب سے اچھی دوست ہیں۔"

"اوہنہہ!" وہ طنزیہ ہنسی۔

"دشمنی پھر بھی بندہ حل کے یہ رشتہ نبھاتا ہے، ساریہ جیسے فریبی دنیا کے بدترین لوگ ہوتے ہیں، دشمن سے بھی برے۔" صائب کے اندر غصے کی تیز لہریں اٹھنے لگیں۔ وہ تنا ہوا ہی اس کے پاس آیا تھا لیکن زرعہ کا انداز۔ مختلف طریقے سے اسے ملکا گیا۔

"کون سا فریب؟"

"دوہرے چہرے سے بڑا کوئی دھوکا نہیں اس دنیا میں۔" وہ جواب سے نادم اور متاسف دیکھنے کی توقع کر رہا تھا، اس کے اٹل اور مضبوط انداز پر حیران تھا۔

"وہ جیسی ہے ویسا ہی ظاہر کرتی تو مجھے اتنا برا نہیں لگتا۔"

"اور کیسی ہے وہ؟"

"مکار، دھوکے باز، اپنی اصلیت، اپنا اصل مقصد دنیا سے چھپانے والی، اونچے خواب دیکھنے والی لیکن خود کو دنیا کے سامنے سب سے قابل دکھانے والی، نہایت چال باز!" اس کا تیقن قابلِ توجہ تھا۔

"تمہیں کس بات کا غصہ ہے؟ ساریہ نے کیا کیا ایسا کہ وہ اتنی بری ہو گئی ہے؟" اس نے تعجب سے پوچھا کہ اس کے منہ سے ادا ہونے والا ہر لفظ غلط تھا۔

"آپ کو وہ غلط یا بری نہیں لگ سکتی، آپ کا اتنا برین واش ہوا ہے، آپ پوری طرح اس کے غلام ہیں اور یہ ہی کیا ہے اس نے ہم سب سے سب کچھ چھپا کے اپنا الو سیدھا کیا ہے۔"

"تمہاری بات پر ہنسی آ سکتی ہے یقین نہیں زرعہ۔"

"جی جی۔ آپ کو کبھی یقین نہیں آئے گا۔" اس نے تائید میں سر ہلایا۔

"آپ کو پوری تیاری سے محبت کے جال میں پھنسایا گیا ہے اگر اس کے ارادے نیک تھے تو اسے اپنی محبت چھپانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ انسان وہی دنیا سے چھپاتا ہے جس کے غلط ہونے کا اسے پتا ہوتا ہے، کوئی اس کے پلان خراب نہ کر دے اس لیے وہ معصومیت کا ناٹک کرتی رہی ہے۔" اسے لگ رہا تھا اس کے سامنے کوئی اور زرعہ ہے، جسے اب تک وہ جانتا تھا۔ وہ کہیں گم ہو گئی تھی۔

"کچھ باتیں خود تک محدود رکھنا مجبوری یا مکاری نہیں ہوتی بلکہ یہ بہت ذاتی انتخاب ہوتا ہے، ہر انسان کی اپنی پسند، ہر کسی کو سب کچھ سب سے شیئر کرنا پسند نہیں تو اس میں برائی کیا ہے؟"

"انسان فریبی دوستوں سے سب شیئر کرتا ہے ورنہ پھر وہ انہیں دوست نہ کہے، اور یہی دھوکا ہے۔ اس نے چھپایا نہیں بلکہ وہ ایسا پرفیکٹ کرتی رہی کہ یہ صدفی صد ارینج میرج ہے۔"

"یہ اس کا نیچر ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے اسے بتاتے شرم آ رہی ہو یا اسے یہ کسی کو بتانا پسند نہ ہو، مان لیا یہ اس نے غلط کیا، اس غلطی پر تم فرینڈز لڑائی کر لو، ناراض رہو، عمر بھر یہ شکوہ رکھو لیکن اس بات پر یہ ری ایکشن کہ تم اس سے محبت چھپنے کی کوشش کرو، شادی ختم کرنا چاہو، الزام لگاؤ۔؟"

Urdu Novels Library
Scanned with CamScanner

''مکاری کا جواب مکاری اور دھوکے کا جواب دھوکا ہی ہوتا ہے۔ اور میں نہیں مانتی، یہ انوسنٹ مسٹیک یا شرم تھی۔ یہ اس کی اصلیت ہے، ظاہر کچھ اور اندر کچھ اور۔ آپ مجھے قائل کرنے کی کوشش نہ کریں۔''

''تمہیں کوئی افسوس نہیں؟'' یہ دوسرا ردعمل تھا جس نے اسے جھٹکا لگایا۔

''نہیں، افسوس اسے ہونا چاہیے۔ مجھے اپنا بے وقوف بنایا جانا، کسی کے پلان میں انجانے میں استعمال ہونا کبھی نہیں بھولے گا۔ اس کے جھوٹ اور مکر کا جواب میں نے اسی طرح دیا ہے۔'' وہ اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔

''زرعہ! دوسروں کے لیے بدلے ہمارے جذبات اور سوچ میں ہماری اپنی خودساختہ بدگمانیوں اور توقعات کا ہاتھ زیادہ ہوتا ہے۔ کیا ہم انسانوں کے مزاج اور شخصیت کا اندازہ ہر بار واقعی ویسا ہی لگاتے ہیں جیسا وہ ہوتے ہیں۔؟ مقابل کی چالاکی یا دھوکے بازی ہوتی ہے یا فقط ہمارا غلط اندازہ۔؟ جب ہم کسی کی معمولی خطا پر حد سے زیادہ ہرٹ ہوتے ہیں تو بعض دفعہ اس کی وجہ ہماری اپنی انا ہوتی ہے۔ جو ذرا سا بھی خلاف امید عمل یا ردعمل برداشت نہیں کر پاتی ہے۔''

''سب کی اپنی لاجک ہے صائب بھائی! آپ مجھے کونفیس کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مجھے پتا ہے، میں نے اب اسے صحیح جانا اور پہچانا ہے، آپ کو شاید اس میں وقت لگے۔''

''یہی تو ویسا ہی ہے کہ تمہیں سارنیہ سے اس رازداری کی امید نہیں تھی اور ہم سب کو تم سے اس سفاکی کی توقع نہیں تھی تو اب ہم سب اس دھوکے یا دھچکے پر تمہارے ساتھ کیا کریں؟'' اس نے سوال پوچھا۔

''جو چاہے کریں۔'' اس نے دوٹوک جواب دیا۔

صائب نے گہری سانس لی۔ وہ اپنے یقین کی قیدی تھی۔ اس نے جو مان لیا، اس کے لیے سچ وہی تھا۔ جب ہم اپنے کسی خیال کی معشوق کی طرح ناز برداریاں اٹھا کے اسے بے لچک اور مغرور بنا دیتے ہیں تو انجام یہی ہوتا ہے کہ ذہن اس کے آگے سوچنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ اس خیال اور تصور کو پھر بدلا نہیں جا سکتا اور جہاں تغیر کو قبولیت نہ ملے وہاں جمود سب گہنا دیتا ہے۔

سطوت جہاں کی سوچ نے تغیر قبول کر لیا تھا، ان کی لچک نے بروقت حالات سنبھال لیے تھے لیکن وہ لچک ابھی زرعہ میں نہیں تھی، شاید کبھی آ جائے۔

☆☆☆

سارنیہ کو لگا تھا، شب زفاف میں صائب کے رویے سے بڑا صدمہ اب کبھی نہ ملے گا لیکن چند دن میں ہی زرعہ کا قصہ اسے دہلا گیا۔ صائب نے اسے زرعہ سے بات کرنے سے روک دیا تھا کہ وہ جان گیا تھا اسے سمجھانا یا صفائی دینا بے سود تھا۔ اس عمل میں سارنیہ کو تکلیف کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ لگتا تھا۔

''مجھے تو یہ خیال ہی نہیں آیا کبھی کہ آپ کے لیے اپنی فیلنگز کسی سے شیئر بھی کرنا چاہیے۔'' جو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا وہی اس کی زندگی میں سب سے بڑے طوفان کا سبب بن گیا تھا۔

''یہ تمہاری پسند اور فیصلہ تھا اس پر زیادہ سے زیادہ دوست خفا ہونے کا حق رکھتا ہے لیکن زرعہ کی حرکت کسی طرح جسٹفائی نہیں ہوتی۔'' صائب نے کہا۔

''کیا یہ بھی احساسِ برتری نہیں ہے کہ دوست ہم سے سب کچھ شیئر ہی کریں۔ اور نہ کریں تو ہم اس قدر آفینڈ ہو جائیں؟''

''بالکل ہے۔ ہر تعلق برابر کی سطح پر ہی صحت مند ہوتا ہے کوئی ایک بھی احساس برتری میں مبتلا ہو یا احساس کمتری میں تو اکیویشن بیلنس نہیں رہتی، دوسرے ہم کسی سے بھی اس کے معاملات میں اس سے انتخاب کا حق نہیں چھین سکتے، آزادی یہاں بھی ضروری ہے، جہاں ہم یہ چھیننے کی کوشش کریں رشتہ حبس زدہ ہونے لگتا ہے۔''

بھابھی، علیزہ اور جویریہ کو بھی یقین نہیں آیا تھا کہ

Urdu Novels Junction
URDU NOVELS MAG
Scanned with CamScanner

زرعہ ایسا کچھ کر گزری ہے۔ زرعہ اپنی حرکت پر شرمندہ نہیں تھی۔ اس نے غلط کیا تھا، کیوں کہ سارہ یہ غلط تھی، وہ اسی بات پر قائم اپنی بلیوں میں مصروف تھی۔

شادی میں شرکت کے لیے آئے ان کے والدین میں سے سطوت جہاں کی نندیں نہیں رک گئی تھیں۔ سطوت جہاں اب زرعہ کو اپنے گھر نہیں رکھنا چاہتی تھیں۔ وہ تینوں بیٹیوں کے ساتھ اپنے نئے گھر منتقل ہو گئی تھیں۔ ان کے والد واپس چلے گئے تھے۔

شازیہ نے خلع لے لی تھی۔ چوں کہ روپے پیسے اور اثر ورسوخ میں دونوں فریق کم نہیں تھے سو داراب کے خلاف گھریلو تشدد پر قانونی کارروائی جاری تھی۔

سطوت جہاں نے سب کو حیران کرتے ہوئے شازیہ کے لیے ابوذر کا انتخاب کیا۔ انہوں نے شارب اور صائب سے پہلے ہی انھیں اپنے یہاں کسی بہتر مقام پر ملازمت دینے کا کہہ دیا تھا۔

ان کا مدعا سنتے ہی پہلے تو وہ مارے حیرت کے کچھ کہہ ہی نہ سکے پھر بڑے تحمل سے گویا ہوئے۔

"آپ نے ایسا سوچا شکریہ۔ لیکن بخدا شازیہ کے لیے میں نے یہ کسی قلبی واردات کے زیر اثر نہیں کیا تھا، یہ قرابت داری کا تقاضا تھا۔ اگر سارہ کی نسبت کہیں اور طے ہوتی تب بھی میں اپنی مقدور بھر کوشش کرتا تسلی کرنے کی۔" ان کا انداز مؤدبانہ تھا۔ اس میں طنز نہیں تھا۔

اور پھر سب ایک بار اور حیران رہ گئے جب فردوس آنٹی نے شازیہ کے لیے فاران کا رشتہ دیا۔ ایک تو اعلا اور ادنیٰ حسب ونسب میں وہ اپنی بھابھی سطوت جہاں کی ہم خیال، دوسرے ان سب کو شک تھا کہ فاران کی دلچسپی سارہ یہ میں تھی جس کا خیال اس نے اپنی ممی کی وجہ سے تیاگ دیا ہے۔

"تو وہ نظریں شازیہ آپی پر تھیں سارہ یہ پر نہیں۔" جویریہ نے سر پیٹا۔

لاکھ چاہنے کے باوجود سارہ یہ نے زرعہ سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ نئے گھر میں بھی ... زرعہ کی بلیوں کا الگ

گوشہ آباد تھا۔ اب بھی زخمی جانوروں اور پرندوں کو بچانے کے لیے لوگ اسے فون کرتے تھے۔

☆☆☆

وہ آئینے کے سامنے کھڑی آخر میں لپ اسٹک لگا رہی تھی کہ پیچھے سے صائب کی آواز ابھری۔

"اسی لیے تم پر مجھے بہکانے کا الزام ہے۔"

سارہ یہ پیچھے مڑی۔ وہ تکیے پر کہنی اور ہتھیلی پر سر ٹکائے ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔

"اپنے ناز و ادا سے بہکانے کا الزام!" اس نے وضاحت کی۔

"توبہ کریں، لپ اسٹک اور لائنر کو ناز و ادا نہیں کہتے۔" اس نے لپ اسٹک بند کر کے رکھی۔

"پھر کسے کہتے ہیں؟" وہ اٹھ کے بیٹھ گیا۔

"پتا نہیں، بس اسے نہیں کہتے، یہ پتا ہے۔" وہ مسہری کے پاس آئی جہاں پائنتی پر اس کا دوپٹا رکھا تھا۔

"ویسے صبح صبح کہاں کی تیاری ہے؟"

"کچن کی۔ آج سے ناشتہ میں بناؤں گی۔"

شازیہ آج کل اسے ماہر خانساماں بنانے پر تلی تھی۔ وہ چاہتی تھی اس کی شادی سے پہلے وہ سیکھ جائے۔ اس نے دوپٹا شانے پر ٹکایا ہی تھا کہ صائب نے تیزی سے آگے جھک کے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تو پھر میری چینی پہلے ہی دیتی جاؤ۔" سارہ یہ نے ہاتھ چھڑایا۔

"اس کی نوبت نہ آئے، اس لیے چائے میں آپا سے بنوالوں گی۔"

"یوں تو میری ڈائبیٹیز کے چانس بڑھ جائیں گے۔"

"اللہ نہ کرے۔"

"چائے میں چینی بھی تم بھی وہیں ادھر۔"

"حد کرتے ہیں آپ بھی!" وہ یونہی اس کے شانے پر ہاتھ مارتی جانے لگی تھی کہ صائب نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ لیا۔

کچھ دیر بعد نیچے اس کا انتظار کرتی شازیہ ... سارہ یہ خود ... ناشتے کی تیاری میں لگ گئی تھی۔

☆☆

Scanned with CamScanner